آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے | لو تمھیں طورِ تسلّی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۱۱ | بابت ماہ جون ۱۹۱۲ء۔ رجب المقدس ۱۳۳۰ ہجری | نمبر ۶

چندہ سالانہ | عوام سے عہ / طلباء سے عہ

فہرست مضامین

قادیان ضلع گورداسپور سے ۲۰۔ جون ۱۹۱۲ء کو صدر انجمن احمدیہ کے اہتمام سے شائع ہوا۔

اطلاع:۔ خریداران ریویو کی خدمت میں التماس ہے کہ خط وکتابت کے وقت اپنے نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیا کریں ورنہ تعمیل ارشاد میں توقف ہو جائے تو معاف فرما دیں۔

(مینیجر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الکتاب

نوٹ:- اس مختصر مضمون کے لکھا جانے کے اصل محرک مولٰنا ابوالکلام آزاد ہیں
قریباً نصف مارچ میں مولٰنا موصوف کا ایک گرامی نامہ خاکسار کے نام آیا تھا جسمیں
آپ نے مجھے دو مضمون سالانہ جلسۂ ندوۃ العلماء میں سنانے کے لیئے تحریک فرمائی
تھی۔ آپکے گرامی نامہ کے بعض حصہ کا اندراج مَیں اس وقت ضروری سمجھتا ہوں
ندوۃ العلماء کے مفید بنانے کی تجاویز میں آپنے یہ لکھا۔ کہ "منجملہ دیگر تدابیر کے ایک
تجویز یہ ہے کہ اس سال کے اجلاس سالانہ کو جہاں تک ممکن ہو تمام مختلف جماعت ہائے
اسلامیہ کا متحد اور مشترک مجمع بنایا جائے۔ اور ہر طبقہ کے لوگ مدعو کیئے جائیں نیز چند
سیکشن مختلف اہم مقاصد پر علیحدہ اور مستقل قائم کیئے جائیں جو خدمت دینی نیز خدمت علم
کا ذریعہ ثابت ہوں وہ سیکشن حسب ذیل ہیں - اشاعت اسلام - علم کلام جدید۔ خدمت
قرآن کریم۔ خطبات علمیہ۔ .... مجلس کلام جدید کا مقصد یہ ہے کہ علمائے قدیم
و جدید کی ایک مشترک مجلس ہو جو سب سے پہلے اس کی تحقیق کرے کہ جدید فلسفہ و علوم کے
کون کون سے مسائل اسلام کے مخالف ہیں یا سرے سے مخالفت ہی نہیں ہے اور
دونوں کے حدود الگ الگ ہیں (جیساکہ فی الحقیقت ہے) کسی نئے علم کلام کی
ضرورت ہے یا نہیں ...... اس مجلس کے جو ممبر منتخب ہوئے ہیں اس میں مولوی

عبدالقادر بی ۔اے جو مولوی عبدالماجد بھاگلپوری کے فرزند اور آجکل ایم ۔اے کلاس علیگڈھ میں پڑھتے ہیں کا نام بھی مَینے درج کرا لیا ہے۔ کہ ان میں جدید فلسفہ کا شوق و دلچسپی و نیز واقفیت ہے اور چاہتا ہوں کہ علمائے قدیم میں جناب مولنا حکیم نورالدین صاحب قبلہ اور علمائے علوم جدیدہ میں جناب کا اسم سامی بھی درج کیا جاوے...

....

آخری سیکشن خطبات علمیہ ہے اس کا مقصود یہ ہے کہ ہر سال ندوہ کے سالانہ اجلاس کے موقعہ پر ارباب علم و ذوق جمع ہوں اور ملک کے چیدہ ارباب قلم و تصنیف و تالیف مختلف علمی و مذہبی عنوانوں پر بلند پایہ اور محققانہ تحریرات پیش کریں.....

.... جناب خواجہ کمال الدین صاحب کو بھی خط لکھا گیا ہے اور جناب سے التماس ہے کہ

(۱) آئندہ اجلاس سالانہ ندوہ میں جو ۵ سے ۷ - اپریل تک لکھنؤ میں منعقد ہوگا شریک ہوں۔

(۲) خدمت قرآن کریم اور خطبات علمیہ کے شعبوں کے لیئے دو تحریریں مرتب فرمائیں جو ان میں پیش ہوں اور اس سال سے بنیاد پڑ جائے"

اس کے جواب میں مَینے مولنا ابوالکلام کی خدمت میں یہ لکھا کہ جہاں تک جلسہ سالانہ میں شریک ہونیکا سوال ہے مَیں خوشی سے شامل ہونگا اور مضمون کے لیئے بھی گو وقت تنگ ہے مگر مَیں کوشش کرونگا ۔ باقی رہا کسی مفید تحریک کو کامیاب بنانے کا سوال ۔ سو اس کی یہ طرز نہیں کہ کوئی کام کرنے کے لیئے پہلے ہر ایک کی شرکت کی کوشش کی جاوے اور جبتک سب لوگ شامل نہ ہولیں اسوقت تک قدم نہ اٹھایا جاوے بلکہ کام کرنے والوں کو چاہیئے کہ پورے جوش اور اخلاص سے کسی کی بھی مخالفت کی پرواہ کیئے بغیر کام کرتے چلے جاویں ۔ ہمارا سلسلہ جہاں تک ممکن ہے خدمت قرآن کے کام کو پہلے ہی ہاتھ میں لیئے ہوئے ہے اور ہم اپنی رنگ میں پوری کوشش اور سرگرمی سے اس کام میں مصروف ہیں؛

غرضکہ اس دعوت کی بنا پر مَیں اور میرے مکرم دوست جناب خواجہ کمال الدین صاحب

۶-اپریل کو جلسۂ ندوہ میں شمولیت کے لئے لکھنؤ پہنچے۔ سٹیشن پر پہنچتے ہی پروگرام کو دیکھکر معلوم ہوا کہ گو ہم دونوں نے اپنے آنے کی علیحدہ علیحدہ اطلاع مولٰنا شبلی صاحب کو دیدی تھی مگر اس دن کے پروگرام میں ہم دونوں میں سے کسی کا نام نہ تھا۔ اور اس لیئے پہلا کام ہمنے یہ کیا کہ قاضی محمد اکرم صاحب٭ کے مکان پر اسباب رکھتے ہوئے جلسۂ ندوہ میں پہنچے۔ جہاں اس وقت جناب مولوی شبلی صاحب کی تقریر ہو رہی تھی۔ اس تقریر کے بعد اور اس دن کے پہلے اجلاس کے خاتمہ پر جناب خواجہ صاحب کے مولٰنا ابوالکلام سے اپنے لیکچر کے وقت کے متعلق دریافت کرنے پر مولٰنا موصوف نے جن کا وقت اسی دن رات کو اپنی لیکچر کا پروگرام میں درج تھا۔ یہ اعلان فرمایا کہ رات کو اُسوقت خواجہ صاحب کا لیکچر ہوگا۔ اس کے بعد ہم مکان پر واپس آئے وہاں آکر ندوہ کے ایک رکن رکین کی زبانی معلوم ہوا کہ اس امر کی کہ جلسۂ ندوہ میں کسی احمدی کا کوئی لیکچر ہوا راکین ندوہ میں مخالفت ہے۔ حتٰی کہ پہلے دن کے اجلاس میں جب نماز جمعہ کی تعطیل کے میموریل کی تائید میں تقریریں ہو رہی تھیں تو گو مولٰنا شبلی صاحب نے شیخ یعقوب علی صاحب کی تحریک پر اس بات کو پسند فرمایا تھا کہ صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب جو شامل جلسۂ ندوہ تھے۔ بھی اسکی تائید میں تقریر کریں مگر پنجاب کے کسی مشہور مولوی صاحب نے اس بات کی مخالفت کی اور انکی مخالفت کا اثر غالب رہا۔ اس واقعہ کو سُن کر ہمیں اس قدر حیرت ہوئی کہ وہ امر جس کو پہلے پہل احمدی جماعت کے امام نے ہی گورنمنٹ کے سامنے پیش کیا اور جسکا تعلق سب مسلمانوں سے یکساں ہے۔ اس کی تائید میں ندوۃ العلماء کے پلیٹ فارم پر ایک احمدی کو کھڑا ہو کر تقریر کرنے سے روکا جاتا ہے۔ حالانکہ مولٰنا ابوالکلام کے

٭ بحکم من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ میں قاضی محمد اکرم صاحب کا شکریہ ادا کرنے کو ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے بالخصوص ہمارے ایام اقامت لکھنؤ میں اسلامی حق مہمان نوازی ادا کیا۔ جزاہ اللہ خیراً

خطوط سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ یہ کوشش کر رہے ہیں کہ اجلاس سالانہ کو تمام جماعت ہائے اسلامیہ کا متحد اور مشترک مجمع بنایا جاوے اور ہر طبقہ کے لوگ مدعو کیئے جاویں مگر دوسری طرف یہ کوشش ہو رہی ہے کہ ندوہ کے ایک رزولیوشن کی تائید کرنیکے لیئے ایک شخص کو اس لیئے پسند نہیں کیا جاتا کہ وہ احمدی جماعت کا ممبر ہے۔ مولنا ابوالکلام سے جب مَیں نے اپنے پرچے کے پڑھا جانے کے متعلق دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اگلے دن کے پروگرام میں جو ابھی تک شائع نہ ہوا تھا کوئی وقت رکھا جاویگا۔ مگر یہ بات بھی غلط نکلی اور اسکا علم تو اللہ تعالیٰ کو ہی ہے کہ وہ کونسے موانع تھے جن کے باعث خود ہی مدعو کر کے پھر اس مضمون کو سننا گوارا نہ کیا گیا۔ مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ اس مضمون کے پڑھا جانے کے لیئے وقت کا نہ دیا جانا اسی وجہ سے تھا کہ مَیں احمدی تھا۔ اور محض اس وجہ سے ندوۃ العلماء نے جو خادم قرآن ہونے کا دعویٰ کرتا ہے قرآن کریم کی فضیلت پر مضمون سُننے سے انکار کیا۔ یہ ہے ان لوگوں کی حالت جو علمائے اسلام کہلاتے ہیں۔ جس قوم کے علماء کی یہ حالت ہو اس کی بہتری کی امید کیا ہو سکتی ہے اس مضمون کو پڑھکر اسلامی پبلک بھی اندازہ لگا سکتی ہے کہ احمدی لیکچراروں کے مضمون میں کونسی زہر ہوتی ہے جسکی وجہ سے یہ جاہلانہ تعصب دکھایا جاتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ جناب خواجہ کمال الدین صاحب کا لیکچر اسی اجلاس ندوۃ العلماء میں ہوا مگر اس میں جو رکاوٹ کی کوششیں بعض اراکین ندوہ کی طرف سے ہوئیں وہ بہت ہی قابل افسوس ہیں۔ اور یہ تو یقینی بات ہے کہ اگر حاضرین جلسہ ان اراکین ندوہ کو مجبور نہ کرتے تو اس لیکچر کو بھی درمیان میں بند کرنے کی کوشش کامیاب ہو گئی ہوتی۔ مگر فاضل لیکچرار کی سحر بیانی کا اسوقت ایسا اثر تھا کہ سامعین نے بالاتفاق پکار کر کہدیا کہ اگر ساری رات بھی یہ لیکچر ہوتا رہے تو ہم سنکر جاویں گے۔ اس میں شک نہیں کہ ایسی طبائع بھی ہوتی ہیں جنپر یہ شعر صادق آتا ہے۔ ندارد بصد نکتۂ نغز گوش۔ چو زحفے بہ بیند برارد خروش یعنی سینکڑوں عجیب نکات تو انکے کان کے پردے سے ٹکر کھا کر واپس ہو جاتے

ہیں لیکن جہاں کوئی ادنیٰ سی کمزوری دیکھی یا اپنے خیال میں کسی مفید بات کو ہی کمزوری سمجھ لیا - تو بس پھر کیا وہی اس سارے مضمون کا خلاصہ بنجاتی ہے - لیکن جس کمال حسن بیان سے جناب خواجہ صاحب نے ان معارف کو بیان فرمایا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح کی صحبت بابرکت کا نتیجہ ہیں اس نے واقعی کل کے کل حاضرین کو محو حیرت کر دیا - اسی لیئے جب ایک دفعہ مولنٰنا ابو الکلام کی زبانی سے خواجہ صاحب کا لیکچر شروع ہو گیا تو پھر جو کوشش درمیان میں اسکو روکنے کی کی گئی وہ کامیاب نہ ہوئی اور سامعین نے اس کے مکمل کیا جانے پر اصرار کیا جناب خواجہ صاحب کے لیکچر کا موضوع یہ تھا کہ اصل تہذیب انسانی اسلام ہی ہے - اور ناظمان کی خواہش کے مطابق بالخصوص انکے مخاطب انگریزی خوان مسلمان تھے - اور سامعین کا اکثر حصہ بھی وہی تھے - اسی لیئے جو پیرایہ خواجہ صاحب نے اختیار کیا وہ بھی زیادہ تر انہی کے موزون حال تھا - اور جو طریق کلام انکے دلوں پر اثر کر سکتا تھا اسی طریق کو خدمت قرآن اور اشاعت اسلام کی طرف انہیں توجہ دلانے کے لیئے وہ کام میں لائے - مگر باایں انگریزی خوان اور غیر انگریزی خوان سامعین پر انکی تقریر کا یکساں اثر تھا - چنانچہ اگلے دن جب خواجہ صاحب کی خدمت میں اشاعت اسلام کے ایک رزولیوشن کی تائید میں تقریر کرنے کے لیئے پھر تحریک کی گئی تو انکی پُرجوش تقریر کے اثناء میں ایک معزز غیر احمدی کے مُنہ سے یہ الفاظ میں نے سُنے کہ بیشک اس ایمان سے یورپ اور امریکہ کے مادی خیالات پر اسلام کی پاک تعلیم کامیاب ہو سکتی ہے -

اب میں اصل مضمون کو جو ندوۃ العلماء کے سالانہ جلسہ کے لیئے لکھا گیا تھا ذیل میں درج کرتا ہوں ؛

محمد علی

اس زمانہ میں جو کہ کثرت اشاعت کتب سے قرآنی پیشگوئی اذا الصحف نشرت کا کھلا کھلا مصداق ہو رہا ہے یہ سوال ہر ایک طبیعت میں پیدا ہوتا ہے کہ اس عظیم الشان انبار کتب میں سے جو اگر سب ایک جگہ جمع کی جاویں تو کوہ ہمالہ کے بالمقابل ایک دوسرا

ہمالکھڑا ہو جاوے کونسی کتاب ایسی ہے جو اپنی تمام ہمجنسوں میں ایک خاص امتیاز رکھنے کی وجہ سے دنیا کی سب سے بڑی کتاب کہلا سکتی ہے۔ اس سوال کو سنتے ہی بہت سی طبائع گھبرا اُٹھیں گی کہ کس شخص کی یہ طاقت ہے کہ کتابوں کے اس بے پایان ذخیرہ میں سے جس کی فہرست بنانے کو بھی ایک انسان کی زندگی کافی نہیں۔ اور جن کو پڑھنا یا انکے مضامین پر احاطہ کرنا تو درکنار انکے نام پڑھنے کے لیئے بھی ایک عمر چاہیئے۔ ایک ایسی کتاب کو باہر نکالنے کی کوشش کرے جو سب میں ممتاز ہو۔ جس کے متعلق یہ ثابت ہو سکے کہ اس کے اثر کا مقابلہ اس لا انتہا فوج کا کوئی اور سپاہی نہیں کر سکتا۔ مگر درحقیقت اس سوال کا حل کرنا ایسا مشکل نہیں جیسا کہ بادی النظر میں معلوم ہوتا ہے۔ سب سی پہلا امر جو اس سوال کا جواب دیتے وقت ہمیں ملحوظ رکھنا ہوگا یہ ہے کہ اگر اس مقابلہ کے لئے کتابوں کو بلایا جاوے تو کون کونسی وہ کتابیں ہیں جو میدان مقابلہ میں نکل سکتی ہیں ایک سرسری نظر سے اس امر کا فیصلہ ہو جاتا ہے کہ اولاً اس میدان کے مرد صرف وہی کتابیں ہو سکتی ہیں جو کسی خاص فن۔ خاص حرفہ۔ خاص پیشہ سے تعلق نہیں رکھتیں۔ یا جن کا دائرہ اثر کسی خاص فرقہ یا خاص قوم یا خاص افراد تک محدود نہیں۔ پس پہلے ہی انتخاب میں اس لاتعداد فوج کا وہ حصہ جس کا شمار انسانی حیطۂ قدرت سے باہر نظر آتا ہے چپکے سے الگ ہو کر میدان مقابلہ کو نسبتاً ایک تھوڑی سی تعداد کے لیئے خالی چھوڑ دیتا ہے اور یوں مشکلات کا سب سے بڑا پہاڑ پہلے ہی نفخ میں اُڑ جاتا ہے۔
اس تھوڑی تعداد میں جو باقی رہ جاتی ہے اگر پھر ایک غور کی نظر کی جاوے تو معلوم ہوگا کہ اس مقابلہ میں صرف وہی کتابیں رہ سکتی ہیں جو ہر انسان کی زندگی میں سچے رہنما کا کام دے سکتی ہوں اور جن کے اصول و ہدایات کی پیروی کی ضرورت کم و بیش ہر انسان کو اپنی زندگی میں ہوتی ہے یا ہو سکتی ہے۔ یوں تو ایک شخص کہہ سکتا ہے کہ ایک اعلیٰ درجہ کی ادب کی کتاب یا اعلیٰ درجہ کی لغت کی کتاب یا اعلیٰ درجہ کی جدید تحقیق یا سائینس کی کتاب یا فلسفہ کی کتاب بڑی مفید کتاب ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ اس کے فائدہ کا اثر کس حد تک ہے۔ خیالات انسانی میں کس حد تک اس نے تغیر پیدا کیا اور آیا وہ تغیر نسل انسانی

کی بہتری کے لیئے تھا یا نقصان کے لئے اور آیا وہ انسان کے لیئے اسکی زندگی میں رہنما کا کام دے سکتی ہے یا راہ راست سے دُور پھینکتی ہے صرف اس معیار پر ہی مقابلہ میں ہم پرکھ سکتے ہیں کہ دنیا کی سب سے بڑی کتاب کونسی ہے شیکسپیر کی کتابوں نے انگلستان میں۔ کالیداس کی کتابوں نے ہندوستان میں۔ ڈینٹی کی کتابوں نے اٹلی میں گیٹی کی کتابوں نے جرمنی میں ہومر کی کتابنے یونان میں یا فردوسی کے شاہنامہ نے ایران میں بیشک ایک اعلیٰ درجہ کا لٹریچر پیدا کیا۔ اور فطرت انسانی کے خیالات کو عمدہ سے عمدہ پیرایوں میں ادا کیا۔ مگر کیا یہ کتابیں دنیا کی ہدایت اور رہنمائی میں وہ درجہ رکھتی ہیں جو دنیا کی مسلم مذہبی کتابیں رکھتی ہیں کیا شیکسپیر یا ڈینٹی یا کالیداس کے خیالات نے دنیا میں ایسی کوئی عظیم الشان تبدیلی پیدا کر کے دکھائی جیسی کہ مثلاً بائبل یا ویدنے۔ پس اس مقابلہ میں صرف وہی کتابیں آسکتی ہیں جو دنیا کی ہدایت کا باعث ہوئی ہیں یا جنہوں نے دنیا کی ہدایت کا دعویٰ کیا ہے۔ اور یہ صفت صرف دنیا کی مذہبی کتب یا کتب مقدسہ کے اندر پائی جاتی ہے جنکے ہم پایہ نہ کسی قوم کی کوئی اخلاقی۔ نہ فلسفہ کی نہ ادب کی کتاب ہے۔ اور اس طرح پر یہ مقابلہ صرف دنیا کی کتب مقدسہ میں باقی رہ جاتا ہے۔ اب اس مقابلہ میں اگر ذرا اور نظر غور سے کام لیا جاوے تو معلوم ہوگا کہ اس میدان کا وہ بہادر سپاہی جو **ھل من مبارز** کی ندا شب و روز بلند کر رہا ہے اور جس کے مقابلہ میں اس میدان میں آجتک ایک حریف کو بھی قدم رکھنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ وہ وہی الکتاب ہے جس کا نام قرآن ہے علم کلام کا وہ نیا اصول جس کو ہاتھ میں لیکر ایک تدبر سے کام لینے والا مسلمان دنیا کے سب مذاہب پر غالب آسکتا ہے۔ اور جسے سب سے پہلے اس مقابلہ مذاہب کے زمانہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے جنہیں میں آخری زمانہ کا مسیح موعودؑ اور مہدی یقین کرتا ہوں ایک عظیم الشان مناظرہ میں جو سنہ ۱۸۹۳ء میں عیسائیوں کے ساتھ بمقام امرتسر ہوا اور پھر جلسہ اعظم مذاہب لاہور میں سنہ ۱۸۹۶ء میں پیش کیا اس راہ کو کہ دنیا کی اکیلی بے نظیر کتاب کونسی ہے ہمارے لئے بالکل صاف کر دیتا ہے۔

مختصر الفاظ میں یہ اصول یوں ہے۔ کہ جو شخص کسی کتاب مقدس پر ایمان لاتا اور اسکے کامل اور بے نظیر ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اس کا فرض ہے کہ جو دعویٰ وہ اس کتاب کے متعلق اپنے مذہب کی تائید میں پیش کرے یا جو دلائل ایسے دعوے کی صداقت کے دینا چاہے۔ وہ اسی کتاب مقدس میں سے ہوں یا اور بھی مختصر کرکے یوں کہو کہ ہر ایک کتاب کا جسے کامل آسمانی کتاب یا خدا کا کلام ہونے کا دعویٰ ہے یہ فرض ہے کہ دعویٰ بھی خود پیش کرے اور دلائل بھی خود دے۔ چونکہ اس عظیم الشان اور فیصلہ کن معیار پر سوائے قرآن کریم کے دنیا کی کوئی کتاب مقدس ہو یا غیر مقدس پوری نہیں اُترتی اس لیئے اس میدان کے حریفوں نے بجائے اپنے عجز کو تسلیم کرنے کے قرآن کریم کے اس معیار پر پورا اترنے کو یوں بگاڑا ہے کہ حامیانِ قرآن صرف اسی بات کو دلیل قرار دیتے ہیں جو قرآن میں لکھی ہے۔ اور اس طرح پر اس بلند پایہ اور قطعی معیار کو ہنسی میں اڑانا چاہا ہے۔ حالانکہ پیش کرنے والے کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ جو کچھ رطب و یابس کسی کتاب میں لکھا ہو اسے لازماً دلیل سمجھ لیا جاوے بلکہ مطلب یہ ہے کہ جو کتاب کامل ہونیکا دعویٰ کرتی ہے اسے اصول حقہ کی تائید اور باطل اصول کی تردید میں دعاوی اور دلائل پیش کرنے چاہئیں۔ یعنی جو دعویٰ وہ کرتی ہے حتیٰ کہ اس کا یہ دعویٰ بھی کہ مَیں خدا کا کلام ہوں خود اس کتاب میں دکھانا چاہیئے نہ یہ کہ اس کی طرف سے آج کوئی شخص کھڑا ہو کر ایک نیا دعویٰ جو اس کتاب نے خود کبھی بھی نہیں کیا دنیا میں پیش کرے اور پھر جو کوئی بھی دعویٰ کوئی کتاب کرے اسکے لیئے دلائل بھی خود دے نہ یہ کہ دعویٰ تو کتاب کرے اور اس کے دلائل آج ایک شخص کچھ اور کل دوسرا شخص کچھ پیش کرتا ہے۔ دلیل تو وہی ہوگی جسے عقلمند انسان دلیل کہے لیکن اس دلیل کا وجود کتاب میں دکھانا ضروری ہے۔ یہ نہیں کہ جو کچھ اس کتاب میں ہو خواہ عقل اس کو دھکے دے رہی ہو خواہ مخواہ خوش اعتقادی سے اسے دلیل سمجھ لیا جاوے اس وضاحت کے بعد اس معیار کے سامنے دنیا کی سب کتابوں کو

پیش کرو تو معلوم ہو جاوے گا کہ سوائے قرآن کریم کے دنیا کی کوئی کتاب الہامی ہو یا غیر الہامی۔ اس معیار پر پوری نہیں اترتی۔ صرف ایک ہی کتاب کُل دنیا میں ہے جس نے یہ ندا بلند کی اور بار بار اُسے دُہرایا کہ مَیں بے نظیر ہوں میری مثل لانے پر کوئی قادر نہیں خواہ تمام دنیا کے لوگ بھی اکٹھے ہو جاویں قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا۔ بلکہ اور بھی تنزل کرکے فرمایا قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّ ادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ یعنی سارا قرآن نہیں تو کوئی دس ہی سورتیں بنا دے؛ اور اس سے بھی اُتر کر فرمایا۔ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ ایک ہی سورۃ اس کی نظیر بنا دو؛

اس تحدی کے بارے میں جو کچھ مخالفین نے کہا ہے اور اس امر کے متعلق کہ قرآن کریم کی بے نظیری کن صفات میں ہے۔ بیان کرنے سے پہلے میں ایک اور ضروری امر کی طرف توجہ دلانی ضروری سمجھتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ قرآن کریم کا الکتاب ہونیکا دعوٰی بھی خود اسی پاک کتاب میں موجود ہے چنانچہ قرآن شریف کی سب سے پہلی آیت یہی ہے ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ۔ جس میں قرآن کریم کو عظیم الشان "الکتاب" کہا گیا ہے؛

مَیں افسوس کرتا ہوں کہ مخالفین اسلام نے تو ناسمجھی سے یا ہٹ دھرمی سے قرآن کے متعلق جو کہا تھا کہا تھا۔ مگر مسلمانوں میں بھی ایسے خیالات پیدا ہو گئے کہ قرآن ایک کتاب کی صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی

میں نہیں تھا۔ حالانکہ قرآن کریم نے اپنی نسبت خود بار بار لفظ کتاب استعمال فرمایا ہے اور احادیث صحیحہ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ جیسے جیسے قرآن شریف اُترتا تھا ویسے ویسے ایک خاص ترتیب اختیار کرتا جاتا تھا اور کتاب کی صورت میں بنتا جاتا تھا یوروپین مصنفوں نے اس وجہ سے کہ وہ ان خیالات سے ناآشنا تھے جو قرآن کریم میں ظاہر فرمائے گئے ہیں۔ اور اس زبان سے انکو بہت بُعد واقع ہوا تھا جس میں یہ پاک کلام اُترا۔ قرآن کریم کی عبارت کو پڑھ کر یہ کہدیا کہ قرآن شریف کی عبارت بے ربط ہے۔ یا یہ کہ ایک مضمون کو بیان کرتے کرتے قرآن شریف اُسے وہیں چھوڑ کر یکایک ایک اور بالکل بے تعلق مضمون کو شروع کر دیتا ہے اس کا صحیح جواب تو یہ تھا کہ اس بُعد اور بے تعلقی کی وجہ سے جو ان لوگوں کو قرآن کریم کے مضامین کے ساتھ ہے وہ ربط کو سمجھ نہیں سکے لیکن یہ جواب دینے کی بجائے اور جہاں اعتراض کیئے گئے تھے ربط دکھلانے کی بجائے بعض مصنفین اسلام نے اس اعتراض کو ایک رنگ میں قبول کر کے یوں کہدیا کہ یہ ترتیب خود بخود بعد میں صحابہ رضؓ نے بنالی اور اصل ترتیب ترتیب نزولی تھی۔ گویا یہ تسلیم کرلیا کہ قرآن شریف سورتوں یا آیتوں کا ایک مجموعہ ہے کتاب نہیں ہے۔ کیونکہ یہ ایک ظاہر امر ہے کہ بلا ترتیب دینے کے کوئی مجموعہ تحریرات کا کتاب نہیں کہلا سکتا حالانکہ اس خیال کو قرآن شریف کی سب سے پہلی آیت ہی رد کرتی ہے جہاں فرمایا کہ یہ کتاب ایک ہدایت نامہ ہے۔ یوں نہ کہا کہ یہ سورتیں یا یہ آیتیں یا یہ وحی ایک ہدایت نامہ ہے۔ آخر لفظ کتاب کو اپنے لیئے اختیار کرنے میں کوئی غرض تو قرآن شریف نے اپنے سامنے رکھی ہے۔ وہ غرض یہی ہے کہ تا معلوم ہو جائے کہ قرآن کا دعویٰ ایک مکمل اور مرتب کتاب ہونے کا ہے۔ وحی الٰہی کے منتشر اجزا یا چند سورتوں یا آیتوں کا مجموعہ ہونے کا دعویٰ نہیں ہے پھر یہ بات بھی غور طلب ہے کہ جس اعتراض کی وجہ سے سورتوں کی بے ترتیبی کو مان کر نئی ترتیب کا※ ایک قرآن شریف بھی شائع کر دیا گیا ہے اس کا تعلق تو سورتوں کی بے ترتیبی سے کوئی نہیں۔ اعتراض تو ہر ایک سورۃ میں آیات کی بے ترتیبی پر تھا۔ پس یوں چاہیئے تھا کہ آیات کی ترتیب بھی بدل کر ایک فرضی ترتیب نزولی دے دی جاتی۔

※ ایک انگریزی ترجمہ قرآن شریف جس میں اصل کلام پاک بھی متن میں موجود ہے اور نیچے ترجمہ ہے۔ حال میں الہ آباد سے شائع ہوا ہے جس میں راڈول اور دوسرے انگریزی مصنفین کا تتبع کر کے پُر حکمت ترتیب کلام الٰہی کو بدل دیا ہے۔ جو بہت ہی قابل افسوس امر ہے۔

حالانکہ امر واقعہ وہی ہے جس کا پتہ حدیث سے صاف چلتا ہے کہ جب کبھی کوئی آیت نازل ہوتی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود کاتب کو ہدایت فرماتے کہ اس آیت کو فلاں سورۃ میں فلاں جگہ رکھو۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سورتوں میں آیات کی ترتیب دینے والے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔٭٭ اور بغیر ایسی ترتیب کے چھوٹی سی چھوٹی سورۃ بھی نہ کوئی حفظ کر سکتا تھا نہ لکھ سکتا تھا احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مکمل سورتیں بہت سے صحابہؓ نے حفظ کی ہوئی تھیں اور بہتوں کے پاس لکھی ہوئی مکمل سورتیں موجود تھیں۔ اگر یہی بات ہوتی کہ ترتیب آیات ہی کوئی نہ تھی اور ہر شخص کا اختیار تھا کہ جس طرح چاہتا خود ہی ایک ترتیب آیات کو دے لیتا تو کس طرح سورتیں مکمل سورتیں کہلا سکتی تھیں جن کو ایک دوسرے سے یاد کرتے تھے اور اگر ایک شخص پڑھتے ہوئے ایک آیت چھوڑ دیتا یا ایک آیت کا لفظ بدل کر دوسری آیت میں پڑھ دیتا تو اسکی تصحیح کر دیتے جیسا کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔ اور پھر یہ سورتیں کم از کم چھ مرتبہ ہر چوبیس گھنٹے میں بلند آواز سے دوسروں کو سنائی جاتی تھیں۔ دوسری طرف یہ بھی ظاہر امر ہے کہ ایک وقت میں دو دو تین تین سورتوں کی آیات نازل ہوتی تھیں جس کے لیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بتانے کی ضرورت پیش آتی تھی کہ فلاں آیت کو فلاں سورۃ میں فلاں جگہ رکھو۔ پس سورتوں کی ترتیب نزولی کیا قرار دی جا سکتی ہے وہ تو اس صورت میں رکھی جا سکتی تھی کہ ایک سورۃ مکمل طور پر نازل ہو لے تو پھر دوسری نازل ہو۔ پس جب یہ معلوم ہو گیا کہ سورتوں کے اندر آیات کی ترتیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا کام تھا۔ تو کیا خود یہی امر سورتوں کی موجودہ ترتیب کے آنحضرت کیطرف سے ہونے کی کافی دلیل نہیں ہے؟ کیا جب قرآن کریم کی ہزارہا آیتوں کی ترتیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بتا سکتے تھے تو ایک سو سورۃ کی ترتیب نہ بتا سکتے تھے؟ بلکہ وہی دقت (گو چھوٹے پیمانے پر) سارے قرآن کریم کے حفظ کرنے میں سورتوں کی بے ترتیبی کیوقت پیدا ہوتی ہے جو آیات کی بے ترتیبی کی صورت میں پیدا ہوتی ہے۔

٭٭ آپ کا ہر ایک آیت کو ایک خاص محل پر رکھنا ظاہر کرتا ہے کہ ہر ایک آیت کا مابعد اور ماقبل سے ایک تعلق ہے یعنی ان آیات میں باہم ایک ربط ہے ورنہ خاص مقام تجویز کرنے کے کیا معنے؟

جب ہم اندرونی شہادت کی طرف نگاہ ڈالتے ہیں تو یہ امر کہ قرآن کریم کی آیات اور سورتوں کی ترتیب خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے اور بھی زیادہ واضح ہو جاتا ہے۔ بے ترتیبی کے قائلوں نے یہ خیال کر لیا ہے کہ قرآن کریم کی ترتیب یوں ہونی چاہیئے تھی کہ پہلے ایک سورۃ ہوتی اس میں صرف توحید الٰہی کا ذکر ہوتا پھر ایک سورۃ میں صرف وحی اور نبوت کا ذکر ہوتا پھر کسی میں نماز کا ذکر ہوتا کہیں روزے کا ہوتا کسی میں اصول معاشرت سب اکٹھے کر دیئے جاتے کوئی صرف اصول تمدن پر مشتمل ہوتی وغیرہ۔ غالباً اسی خیال نے اس حد تک مسلمانوں کے خیالات کو بھی پہنچا دیا ہے کہ وہ قرآن شریف میں بے ترتیبی کو ماننے لگ گئے۔ مگر یوں نہیں قرآن کریم کو جو فوقیتیں دنیا کی سب کتابوں پر حاصل ہیں منجملہ انکے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے ہر معاملہ میں انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف اسکی عظمت و اقتدار۔ اس کے علم۔ اسکے رحم۔ اس کے غفران کی طرف۔ اس کے خالق اسکے مالک ہونے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور اس لیئے اس میں کوئی ایسی تبویب نہیں پائی جاویگی کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کو تو نکال کر ایک طرف رکھدے اور پھر باقی معاملات میں دنیا کے مقننوں کی طرح چند ہدایات دیدے اسی خوبی کو نئے انسکلوپیڈیا برٹینیکا میں قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت پر چوٹی کا اعتراض قرار دیا گیا ہے کہ مضمون تو ہوتے ہیں دنیوی رنگ کے مثلاً طلاق کا قانون بیان کیا یا وراثت کا اور ساتھ اسکے بالکل غیر موزون فقرے صرف آیتوں کے اواخر کو موزون کرنے کے لیئے لگا دیئے ہیں حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے۔ قرآن کریم کی فصاحت بلاغت بالکل تکلف سے پاک ہے۔ اسی لیئے قرآن شریف کی ترتیب ایسی تبویب کی بنا پر نہیں کیونکہ اس کا منشا اگر کسی قانون کا بیان کرنا ہے تو پھر وہیں اللہ تعالیٰ کا کامل علم وقدرت اور اسکی عظمت اس کی مالکیت کی طرف توجہ دلانا بھی ہے کیونکہ صرف قانون بتانے سے تو خالی اس قانون کے علم دینے کا فائدہ ہو سکتا تھا مگر قرآن کریم کی اصل غرض تھی اس قانون پر چلانا اس کے لیئے ان امور کو ساتھ ساتھ ہر جگہ بیان کرتا گیا ہے جن کو پیش نظر رکھکر انسان راستی کے قوانین پر چل سکتا ہے۔ اس مختصر پرچہ میں کسی قسم کی وضاحت کی گنجائش نہیں لیکن

ترتیب کی اندرونی شہادت کو میں ایک مثال کے ساتھ واضح کئے بغیر آگے نہیں چل سکتا۔
یہ مثال میں قرآن کریم کی ابتدائی آیات سے ہی لیتا ہوں۔ سورہ بقرہ کے متعلق یہ تو اتفاق
ہے کہ یہ مدینہ میں نازل ہوئی اور اس لیئے نزولی ترتیب کے لحاظ سے سب سے اول یہ نہ رکھی جا سکتی
تھی۔ پھر آخر اسے کیوں پہلی سورۃ قرار دیا گیا (یاد رہے کہ سورہ فاتحہ قرآن کریم کے مضامین
کا خلاصہ یا نچوڑ ہونے کی وجہ سے سورہ بقرہ سے بھی پہلے رکھی گئی ہے) اندرونی شہادت
کی طرف غور کریں تو یہ سورۃ یوں شروع ہوتی ہے۔ ذٰلک الکتٰب لا ریب فیہ
ھدی للمتقین الذین یؤمنون بالغیب و یقیمون الصلٰوۃ و
مما رزقنٰھم ینفقون ○ والذین یؤمنون بما انزل الیک وما
انزل من قبلک و بالاٰخرۃ ھم یوقنون ○ یہ دو آیتیں بعینہٖ اسیطرح تمہید کا
رنگ اپنے اندر رکھتی ہیں جیسے ایک مقنن قانون بناتے وقت تمہید میں یہ بیان کرتا ہے
کہ یہ قانون ہم نے کس غرض کے لیئے بنایا سو یہاں پہلے کتاب کے متعلق چند دعاوی کو
بیان فرما کر کہ یہ کتاب ایک عظیم الشان کتاب ہے۔ اور پھر شک اور ریب سے خالی ہے
اور پھر ہدایت نامہ ہے۔ ایک مسلمان کے اصولی اعتقادات و اعمال کو اکٹھا کر دیا ہے۔
چنانچہ اعتقاد کے رنگ میں اصول یہ بیان فرمائے کہ ایمان بالغیب ہو یعنی اللہ اور
ملائکہ پر ایمان ہو۔ اور ایمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی پر اور کل انبیاء علیہم السلام
کی وحی پر ہو۔ اور بالآخر ایمان آخرت پر ہو۔ یعنی اعمال کی جزا و سزا پر ہو۔ اور اعمال
کے متعلق دو حصے بیان کیئے ایک نماز کا قائم رکھنا جو حقوق اللہ کی ادائگی کا جزو اعظم
ہے اور ایک خرچ کرنا دوسروں کے فائدے کے لیئے اس مال اور ان قویٰ کا جو اللہ نے
دیئے ہیں جو حقوق عباد کا جزو اعظم ہے۔ الٰہی کتابیں دنیا میں بہت سی کہلاتی ہیں
مقابلہ کر کے دیکھو کہ کیا کسی کتاب نے ایسی صفائی سے اپنے دعوے کو بیان کیا ہے۔
جیسا کہ قرآن کریم نے عین ابتدا میں بتا دیا کہ میں کس لیئے آیا ہوں اور میرا کام دنیا میں
کیا ہو گا۔ اسجگہ یہ امر بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ بعد میں قرآن شریف کئی جگہ مومنوں
کی صفت میں صرف ایمان باللہ اور ایمان بالیوم الآخر کے درمیان میں لکھا ہے وہ

۴ ہی بیان فرماتا ہے کیونکہ ابتدا میں جو کچھ
ایمان اعتقادات ایمان بالیوم الآخر

گویا سب کا سب ایمان باللہ و بالیوم الآخر کے جملے میں آجاتا ہے۔ اسی بات سے بہت لوگوں نے یہ ٹھوکر کھائی ہے کہ قرآن شریف ایک طرف تو ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ کہتا ہے۔ اور دوسری طرف کہتا ہے ان الذین اٰمنوا و الذین ھادوا والنصاریٰ والصابئین من اٰمن باللہ والیوم الآخر وعمل صالحا فلھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ہ سو اصل ہیں اٰمن باللہ و الیوم الاٰخر میں باقی وہ اصل بھی آجاتے ہیں جو الذین یؤمنون بالغیب سے لیکر وبالاٰخرۃ ھم یوقنون تک وارد ہیں کیونکہ یہ اصولی امور ہیں۔

اب میں پھر اصل مطلب کی طرف آتا ہوں نہ صرف ایسی صفائی سے اصولی اعتقادات و اعمال کو بیان کرنے سے تمام کتب مقدسہ کو قاصر پاؤگے بلکہ جس جامعیت سے یہاں قرآن شریف نے ان اصول کو بیان کر دیا ہے۔ اور تمام سورتوں کو دیکھ لو کسی کے ابتدا میں اس جامعیت سے اصول بیان نہیں فرمائے ہیں۔ کہ ایمان اور اعمال دونوں کے اصل الاصول کو اس طرح پر ایک جگہ کرکے بیان فرمایا ہو پس اگر کسی کا یہ خیال ہے کہ ترتیب سور قرآن کریم کی منجانب اللہ نہیں تو اس سورت کو ہٹا کر کسی اور سورۃ سے قرآن شریف کو شروع کرو وہ غرض جو ایک قانون کی تمہیدی عبارت سے پوری ہوتی ہے ہرگز پوری نہیں ہوگی۔ پھر ایمان اور اعمال کے ضروری اصول کو بیان کرکے اور انپر ایمان لانے والوں کا ذکر فرما کر ان لوگوں کا ذکر فرمایا جو قرآن شریف کے انذار اور عدم انذار کو برابر سمجھتے ہیں یعنی اپنے خیالات سے ہٹنا ہی نہیں چاہتے۔ یہ کافروں کا گروہ ہے۔ پھر اس کے بعد منافقوں کا ذکر فرمایا۔ اور تیسرے رکوع میں وہ سب سے پہلا امر یا حکم بیان فرمایا جو ہر مذہب کی جان ہے جس کا دعویٰ تو ہر مذہب کرتا ہے کہ میرا پہلا حکم یہی ہے مگر اپنی کتاب میں دکھا کوئی نہیں سکتا کہ واقعی اس کا پہلا حکم یہی ہے مگر قرآن کریم میں اس امر سے پہلے کہ یاایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم اور کوئی امر نہیں پاؤگے بلکہ سب سے پہلے اپنی غرض اور علت غائی کو بیان فرما کر پھر مومن۔ کافر۔ منافق تین گروہوں کا ذکر کرکے

دوسرے رکوع کے آخر پر دو نہایت اعلیٰ درجہ کی تمثیلوں میں کفار اور منافقین کی مثال دی۔ اور پھر تمام لوگوں کو یہ سب سے پہلا حکم دیا کہ اپنے رب کی عبادت کرو۔ کیا اس سے بہتر ترتیب کسی شخص کے قیاس میں آسکتی ہے؟

پس یہ وہ **الکتاب** ہے جو اولاً اپنی ترتیب کے لحاظ سے ہی جہاں سب سے زیادہ لوگوں نے ٹھوکر کھائی ہے **الکتاب** کہلانے کی مستحق ہے۔ اس کتاب کا سب سے پہلا دعویٰ یہ ہے کہ مَیں **ھدی** یعنی انسانوں کے لیے سچی رہنما ہوں پس جب وہ یہ تحدی کرتی ہے کہ میری مثل بنا کر دکھاؤ تو صاف ظاہر ہے کہ اس تحدی میں اولاً اس کے ہدایت ہونے کا پہلو ہی لیا جاوے گا۔ بعض لوگوں نے قرآن کریم کی اس تحدی کو صرف فصاحت و بلاغت لفظی تک ہی محدود سمجھا ہے اور پھر خود ہی اسے اس حد تک محدود کر کے خود ہی اعتراض کیئے ہیں۔ حالانکہ قرآن میں یہ کہیں نہیں لکھا۔ کہ صرف بلاغت میں میری مثل بنا دکھاؤ یا فلاں بات میں میری مثل بنا دکھاؤ۔ پس جبکہ قرآن کریم نے اپنی تحدی کو کسی خاص پہلو میں محدود نہیں کیا تو اور کسی کو کس طرح ایسی حد بندی کا حق پہنچتا ہے۔ مثلاً یہی ایک پہلو لے لو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کا نام قرآن رکھا ہے۔ یہ نام بائبل اور پُرانا اور نیا عہد نامہ یا ژند یا وید کی طرح کتاب کے پیروؤں کا تجویز کردہ نہیں بلکہ جس طرح اس مذہب کا نام خود اللہ تعالیٰ نے اسلام یا صلح اور سلامتی کا مذہب رکھا کیونکہ اس کے پاک اصول ہر رنگ میں صلح اور سلامتی پر مبنی ہیں۔ اسی طرح اس پاک کتاب کا نام اس نے خود ہی قرآن یا پڑھنے کی چیز رکھا۔ سب سے پہلی وحی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اقرأ باسم ربك کی ہوئی اسی کی مؤید ہے یہ پڑھنے کا حکم اور پھر قرآن نام رکھا جانا اپنے اندر ایک عظیم الشان پیشگوئی کو لیئے ہوئے تھے۔ جس کا ظہور اس طرح پر ہوا کہ **قرآن** وہ کتاب ہے جو تمام دنیا کی کُل کتابوں سے زیادہ پڑھی جاتی ہے۔ یہی حکمت تھی کہ اس کا نام قرآن رکھا گیا اور یہی حکمت تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پہلے اقرأ کا حکم دیا گیا۔ تاکہ قرآن کو دنیا کی سب کتابوں پر یہ فوقیت حاصل ہو کہ وہ دنیا کی سب کتابوں میں

اسب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے۔ کیا اس کی نظیر کوئی شخص لا سکتا ہے۔ فرض کرو کہ کوئی شخص اسوقت ایک یا دو سورتیں قرآن کے مقابلہ میں بنا کر پیش کر دیتا مگر عرب باوجودیکہ وہ مخالفت میں حد سے گذرے ہوئے تھے۔ ظاہر طور پر بھی ایسا مقابلہ کرنے کی جرأت نہ کر سکے لیکن کیا یہ بھی کسی انسان کی طاقت میں تھا کہ وہ قرآن کے نام کے اندر جو پیشگوئی مخفی تھی اسے بھی اپنی بنائی ہوئی کتاب پر صادق کر دکھاتا۔ کیا ایک انسان کی یہ طاقت تھی؟ یہ جو میں نے کہا ہے کہ قرآن وہ کتاب ہے جو دنیا کی تمام کتابوں سے زیادہ پڑھی جاتی ہے۔ شاید کسی کو یہ خیال ہو کہ بلا دلیل دعویٰ ہے۔ ایسا نہیں۔ بائبل کی اشاعت بیشک بہت کثرت سے ہوتی ہے شیکسپیر بے شک بہت پڑھا جاتا ہے۔ مگر قرآن کے برابر دنیا میں کوئی کتاب نہیں پڑھی جاتی۔ اس کا ادنیٰ ثبوت یہ ہے کہ ہر مسلمان دن میں کم از کم بتیس دفعہ قرآن شریف کے کسی نہ کسی حصہ کو ضرور پڑھتا ہے یہ پڑھنا تو صرف نماز کی رکعتوں میں ہوا اس سے علاوہ بھی قرآن اور کتابوں کی نسبت زیادہ پڑھا جاتا ہے۔ مان لو کہ اس زمانہ میں بے نماز بہت ہیں۔ پھر بھی جس کتاب کا دن میں کئی مرتبہ پڑھنا ہر مسلمان کا پہلا فرض قرار دیا گیا ہو اسکی برابری دوسری کوئی کتاب نہیں کر سکتی۔ پھر رمضان کے مہینہ میں کُل قرآن کی تلاوت دنیا کی ہر مسجد میں ہوتی ہے۔ کیا اسکی نظیر کسی اور کتاب میں بائبل ہو یا ژند یا وید پائی جاتی ہے۔ بلکہ ساری بائبل کو میں نہیں سمجھتا کہ ہزار عیسائی میں سے ایک بھی ساری عمر میں ایک دفعہ پڑھتا یا سنتا ہو۔ حالانکہ مسلمان سارے نہیں تو پچاس فیصدی اور علیٰ سبیل التنزل دس فیصدی تو ضرور سارے قرآن کو سال میں ایک دفعہ پڑھ لیتے ہیں علاوہ اس کے کہ نمازوں میں یہ پڑھا جاوے یہ ایک ایسا امر ہے کہ غیر مسلموں نے بھی اسے تسلیم کیا ہے چنانچہ نئے انسکلوپیڈیا بریٹینکا میں "قرآن" کے عنوان پر مضمون لکھنے والے نے یہ تسلیم کیا ہے کہ قرآن (Most Widely read Book in existence.) ہے۔

یعنی سب سے زیادہ پڑھی جانیوالی کتاب جو دنیا میں موجود ہے۔ ساتھ ہی اس جگہ میں اس امر

کی طرف بھی توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہوں کہ جس طرح قرآن کے لفظ میں اور اقرأ کے حکم میں قرآن کریم کے دنیا میں بے نظیر طور پر پڑھے جانے کی پیشگوئی مذکور تھی اسی طرح الکتاب کے لفظ میں اور پھر فی صحف مکرمة مرفوعة مطهرة بایدی سفرة کرام بررة میں اس کے بے نظیر طور پر لکھا جانے کی پیشگوئی بھی تھی چنانچہ دنیا کی کسی قوم کی تاریخ کو دیکھ لو کوئی کتاب اسقدر کثرت سے بار بار لکھی نہیں گئی جیسے کہ قرآن شریف پھر اسکے لکھنے والے واقعی وہ کرام بررہ دنیا کے معززین ابرار تھے جن میں عظیم الشان سلطنتوں کے بادشاہوں تک کے نام ہیں کسی کتاب کے ایسے معزز ہاتھوں سے لکھا جانے کی شہادت تاریخ ہرگز نہیں دے سکتی جیسے معزز ہاتھ قرآن کریم کو ہر زمانہ میں لکھتے رہے ہیں اور نہ ہی کوئی کتاب دنیا کی اس کثرت سے لکھی گئی ہے جیسے کہ قرآن شریف پس جس طرح قرآن کریم کو دنیا کی کل کتب پر اس لحاظ سے فوقیت حاصل ہے کہ اس کے برابر دنیا کی کوئی کتاب پڑھی نہیں جاتی یہ بھی اسے فوقیت حاصل ہے کہ اس کثرت سے اور ایسے معزز ہاتھوں سے دنیا کی اور کوئی کتاب لکھی نہیں گئی؛

ایسا ہی قرآن کریم کا ایک اور ظاہری اثر ہے جس کو سب نے تسلیم کیا ہے۔ اور جس کے مقابل میں کوئی دوسری کتاب ایسا اثر پیدا کرنے والی پیش نہیں کی جاسکتی - یہ اثر قرآن کا زبان پر ہے۔عربی زبان کی جو کچھ حکومت دنیا کے مختلف حصوں پر ہے عرب سے باہر[م] جسقدر دوسری زبانوں میں اس کے الفاظ ہیں وہ سب قرآن کی بدولت ہی ہے۔ ویدوں کی سنسکرت۔ زردشت اور کانفیوشس کی زبانیں۔گوتم بدھ کی زبان۔حضرت موسیٰؑ۔حضرت داؤدؑ اور دیگر انبیائے بنی اسرائیلؑ کے صحیفوں کی زبان۔ اور بالآخر حضرت مسیحؑ اور آپکے حواریوں کی زبان جس میں الہامی نوشتے لکھے گئے قرآن کریم کی لسان عربی مبین کا مقابلہ تو ایک طرف رہا اس قسم کا کوئی اثر بھی نہیں دکھا سکتیں۔ بلکہ آج ان اصل زبانوں کا وجود بھی دنیا سے ایسا مفقود ہوا ہے کہ وہ کسی قوم یا ملک کی زندہ زبانیں نہیں رہیں۔ مگر برخلاف اسکے قرآن شریف کی عربی مبین کے اثر کو دیکھو۔ نہ صرف اسکی پاک زبان عربی علم ادب کی جان اور اس کی پاکیزگی کا معیار ٹھہری بلکہ اس نے اس لسان عربی کو ہمیشہ کے لیئے زندہ زبان بنا دیا اور پھر اس سے بھی بڑھکر اس پاک زبان کو نہ صرف علمی زبان ہی رہنے دیا بلکہ عظیم الشان ممالک کی اصلی اور عوام الناس

[م] جسقدر ملکوں کی یہ مسلمہ زبان ہوگئی ہے اور

تک کی زبان بنادیا۔ اور بہت سی زبانوں پر عربی زبان کو ایسا مسلط کر دیا کہ انکی طرز۔ ڈھنگ۔ الفاظ سب کو ایک نئے سانچے میں ڈھال دیا جس میں عربیت کا عنصر غالب رہا۔ اور یوں قرآن کا اثر وسیع سے وسیع دائروں کی زبانوں پر ایسا اعجازی ہوا اور ہے کہ دوسری کسی کتاب کا ایسا اثر نظر نہیں آتا۔

ایسا ہی ظاہری فوقیتوں میں سے جو قرآن کریم کو حاصل ہیں تیرہ سو سال کے اندر اس کی اعجازی حفاظت ہے۔ گو اس امر کے متعلق مخالفین اسلام نے بہت کچھ ہرزہ درائی بھی کی ہے لیکن آخر اس امر کے تسلیم کرنے سے انہیں چارہ نہیں ہوا اور سخت سے سخت مخالف کو یہ شہادت دینی پڑی ہے۔ کہ دنیا کی کوئی کتاب تیرہ سو سال تک ایسی محفوظ نہیں رہی جیسی کہ قرآن شریف۔ پس بہر حال دنیا کی دیگر کتب پر یہ فوقیت تو اسے حاصل ہے کہ محفوظ ہونے میں کوئی دوسری کتاب اسکی ہمسری کا دعوےٰ نہیں کر سکتی۔ قرآن کریم کی حفاظت کے سامانوں میں ایک ظاہری سامان قرآن کریم کے حافظوں کا وجود تھا ادھر قرآن شریف کا نزول شروع ہوتا ہے ادھر ساتھ ہی اس کلام پاک کو دل میں محفوظ رکھنے والی ایک قوم پیدا ہو جاتی ہے۔ اور یہ نہیں کہ کسی نے کوئی ٹکڑا محفوظ کر لیا ہو کسی نے کوئی بلکہ شروع سے لیکر اخیر تک کُل قرآن شریف کو حفظ کرنے والوں کا وجود اسی ابتدائی زمانہ سے نظر آتا ہے۔ اور یہ تعداد حافظوں کی ایسی ترقی کرتی چلی جاتی ہے کہ وہ دائرہ دن بدن ہر ملک اور ہر قوم میں وسیع ہوتا چلا جاتا ہے۔ کیا اس کی کوئی نظیر دنیا کی کسی اور کتاب میں پائی جاتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ دنیا کی چھوٹی سے چھوٹی کتاب کے حفظ کرنے والوں کی تعداد بھی قرآن شریف کے حفاظ کی تعداد کا مقابلہ نہیں کر سکتی ؛

یہ چند امور جن کا ذکر مینے اس جگہ کیا ہے صرف ایک مثال کے رنگ میں بیان کیئے گئے ہیں ورنہ وہ صدہا مختلف پہلو جن میں قرآن کریم کی دنیا کی کل کتابوں پر فضیلت اور اس کی بے نظیری ثابت ہوتی ہے ان سب کو ایک جگہ اکٹھا کرنے کی اس مختصر مضمون میں گنجایش نہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی تو انکو قرآن کریم کے ترجمہ کے دیباچہ میں بیان کرونگا۔ لیکن اس مضمون کو ختم کرنے سے پہلے میں ایک امر کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں مینے

ابھی ذکر کیا ہے کہ قرآن شریف نے شروع میں ہی اس مقصد کو بیان فرمایا ہے جس کے لیئے وہ دنیا میں آیا تھا - یعنی یہ کہ یہ کتاب ایک لاریب اور مکمل ہدایت نامہ ہے - اور یہی اصل کام ایک آسمانی کتاب کا ہے کہ وہ دنیا کے لیئے ہدایت ہو - جس طرح پر قرآن کریم کے اس دعوے کی نظیر کہ میں ایک مکمل اور لاریب ہدایت نامہ ہوں کسی دوسری کتاب میں نہیں ملتی - اسی طرح پر اگر دعویٰ کو چھوڑ کر ہم واقعات کی طرف آویں تو ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم میں دو ایسی باتیں پائی جاتی ہیں جو دنیا کی اور کسی کتاب میں نہیں پائی جاتیں یعنی اول یہ کہ یہ ایک کامل ہدایت نامہ ہے - جس میں اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات اس کی توحید - اسکے ملائکہ - اس کی وحی - اس کی عبادت کے متعلق - جیسی کامل رہنمائی ہے اور کسی کتاب میں نہیں - الٰہی علم و قدرت - الٰہی عظمت و جبروت کا جو اثر قرآن کریم کو پڑھکر دل پر ہوتا ہے اور کسی کتاب سے ہرگز نہیں ہوتا - بلکہ بہت سی مذہبی کتب تو اخلاقی قوانین کا مجموعہ ہونے سے زیادہ نظر ہی نہیں آتیں - اور وہ بھی ناقص مجموعہ - اور خدائے تعالیٰ کی عظمت و جبروت اس کی قدرت و طاقت اسکی علم و حکمت کا بیان تو ایک طرف رہا - اللہ تعالیٰ کا نام بھی کم آتا ہے برخلاف اس کے قرآن شریف کو دیکھو تو قریباً قریباً کوئی سطر خالی نہیں جاوے گی جس میں اللہ تعالیٰ کے نام یا صفات یا افعال کی طرف اشارہ نہ ہو - اس کتاب پاک کو اٹھا کر کہیں سے پڑھنا شروع کردو - کوئی سی سورۃ ہاں چھوٹی سے چھوٹی سورۃ اس کی لے لو - مگر وہی توحید و عظمت قدرت الٰہی کا نظارہ دیکھوگے پھر قرآن کریم میں ہر قسم کے اصول - معاشرت کے اصول تمدن کے اصول سیاست کے اصول جنگ کے اصول صلح کے اصول ایسے بیان فرمائے گئے ہیں جو اصل اخلاق انسانی کی جڑھ ہیں - اور اخلاق کی تعلیم کو اس طرح سے مکمل کر کے پیش کیا گیا ہے اس کے باریک سے باریک شعبوں پر روشنی ڈالی گئی ہے اور ان راہوں کو کھولکر بیان کیا ہے جن سے اخلاق فاضلہ سیکھے جاسکتے ہیں یا اخلاق رذیلہ سے انسان بچ سکتا ہے - جو کچھ کسی اور کتاب میں اخلاق کی تعلیم موجود ہے وہ قرآن میں بھی پائی جاتی ہے اور علاوہ بریں قرآن کریم میں اور بہت سی باتیں ہیں جن کے بتانے سے دوسری کتب قاصر ہیں - گویا دنیا کی اخلاقی

تعلیم کا نچوڑ اور اس کی تکمیل قرآن کریم میں موجود ہے۔ مگر اس سے بھی بڑھکر یہ امر ہے
اور یہ قرآن شریف کی دوسری خصوصیت ہے کہ جس طرح پر قرآن کریم نے اپنی تعلیم کا عامل
اپنے پیرووُں کو بنایا اس کی نظیر کسی دوسری کتاب میں نہیں ملتی۔ اولاً اور بالذات تو وہ نبی ہی
اس تعلیم کا مخاطب اور کامل نمونہ ہوتا ہے جو اس کی کتاب میں پائی جاوے اگر اس تعلیم
نے اس نبی کو کچھ بنا کر نہیں دکھایا تو اوروں پر اس کا کیا اثر ہوگا۔ سو دیکھئے کہ خلقہ القرآن
نے جو ایک گہرے واقف کی شہادت آنحضرت ؐ کے متعلق ہے قرآن کریم کو وہ رتبہ دیا ہے
جو دنیا کی اور کسی کتاب کو حاصل نہیں۔ اور آپ کی زندگی میں جو کامل نمونہ پایا جاتا ہے اسکی
شہادت خود لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ سے ملتی ہے اور
واقعات اس کی پُر زور تائید کرتے ہیں جن کی تفصیل کی افسوس ہے کہ اس مختصر مضمون میں
گنجائش نہیں۔ پھر نبی کے ان پیرووُں کو لو جنہیں نبی کے بعد قرآن کریم کا پہلا نزول ہوا کیا
انکی نظیر کسی اور نبی کے پیرووُں میں ملتی ہے؟ حضرت موسیٰ عیسیٰ بدھ کرشن رامچندر کانفیوشس
زردشت کسی کے پیرو اس مقابلہ میں کامیاب نہیں ہوسکتے اور یہ ایک کھُلی بات ہے کہ
مخالفین نے بھی اُسے تسلیم کیا ہے اور اب اگر صدیوں بعد بھی دیکھا جاوے تو جس قدر
مسلمان قرآن کے عامل نظر آویں گے اور کوئی قوم اپنی کتاب کی عامل نظر نہیں آتی نہ صرف
خالص مذہبی تعلیم میں بلکہ اخلاقی میں بھی۔ گو مسلمانوں کو یوروپین مصنفوں نے بہت بدنام
کرنے کی کوشش کی ہے مگر حق یہی ہے کہ افراد کا مقابلہ تو ایک بہت مشکل امر ہے اقوام کے
مقابلہ میں جب ہم دیکھتے ہیں تو یوروپین قومیں بہت سی ایسی پائی جاویں گی جو نہ صرف
انجیل کی تعلیم ایک طمانچہ کھاکر دوسری گال پھیر دینے اور جو ایک کوس لے جائے
اس کے ساتھ دو کوس جانے پر ہی عمل کرنے کو تیار نہیں بلکہ معمولی اخلاقی تعلیم مثلاً
عہد کی پابندی میں سخت کمزور ثابت ہوئے ہیں مسلمان قوموں نے بہت سے ملکی
نقصان اُٹھائے مگر عہد کی پابندی کے اصول کو ترک نہیں کیا۔ برخلاف اسکے کتنی یوروپین
قوموں نے اس زمانہ میں مضبوط عہدوں کو پس پُشت ڈالدیا محض اس لیئے کہ کسی ملک
کی حکومت کا کوئی ٹکڑا انہیں مل جائے۔ اور گالوں پر طمانچے کھانا تو ایک طرف رہا طمانچے

مارنے پر بھی اکتفا نہیں کیا بلکہ ہزارہا بندگان خدا کے ناحق خون بہائے۔

میں اپنے دعوے کو ثابت کرنے کے لیئے کسی عیسائی یا دیگر مخالف کے خیالات کے حوالوں کا محتاج نہیں مگر اس خیال سے کہ بہت لمبے دلائل کی بجائے ایک مخالف کی شہادت بھی کافی ہے۔ والفضل ماشہدت بہ الاعداء۔ میں اس مضمون کو اس شہادت پر مختصر کرتا ہوں جو نئے انسکلو پیڈیا بریٹانیکا کے سخت معاندانہ مضمون سے ملتی ہے جس میں مضمون نویس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
Most Successful of all prophets and religious personalities. ※
تسلیم کرتا ہے۔ اگر جیسا کہ اس حوالہ سے ظاہر ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم دنیا کے تمام نبیوں اور مذہبی اشخاص میں سب سے بڑا کامیاب انسان نظر آتا ہے تو یقیناً وہ ہدایت نامہ قرآن جس پر کامل طور پر چلکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فضیلت بانیان مذاہب اور انبیاء علیہم السلام پر حاصل کی کامل ہدایت نامہ ہونے میں دنیا کی سب سے بڑھکر کامیاب کتاب کہلانے کی مستحق ہے۔

ڈوئی کے شہر صیہون کی موجودہ حالت

ناظرین ڈوئی کی ہلاکت کے نشان سے بخوبی آگاہ ہیں۔ اُس کا وجود کئی رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا نشان ہے۔ یہ سنت اللہ ہے کہ صادقوں کے زمانہ میں خدائے تعالیٰ کاذبوں کو بھی کھڑا کر دیتا ہے۔ پھر صادقوں کی مدد فرماتا ہے اور اُن کی مرادوں کو پورا کرتا اور اُن کی زندگی میں اُن کو کامیابی کا خوشنما چہرہ دکھاتا ہے اور جو اُن کی ہلاکت اور اہانت کے در پے ہوتے ہیں اُن کو ہلاک اور ذلیل کر کے اپنے پیاروں کے حق میں اپنی گواہی دیتا ہے مگر جو جھوٹے مدعی اُس کے زمانہ میں پیدا ہوتے ہیں اُنپر اپنا غضب نازل کرتا ہے۔ اُس کے عذاب کی آگ اُنپر اُترتی اور

※ تمام نبیوں اور مذہبی لیڈروں میں سب سے بڑا کامیاب انسان۔ منہ

انکو بھسم کر دیتی ہے۔ اس طرح حق کی جستجو کرنیوالوں کو صادق اور کاذب میں تمیز کرنے کا موقعہ دیا جاتا ہے اور وہ اُس قہر کو دیکھکر جو کاذبوں پر نازل ہوتا ہے اور اُس ناکامی اور حسرت کی موت کا مشاہدہ کرکے جو جھوٹے مدعیوں کو پیش آتی ہے صادق کو پہچان سکتے ہیں۔ پس ایسے کاذبوں کا پیدا ہونا اور پھر اُن کا عبرت انگیز طور پر غضب الٰہی کا مورد ہونا صادق کی صداقت کا ایک نشان ہوتا ہے۔ ایسے کاذب حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے زمانہ میں بھی پیدا ہوئے اور پھر ایسے کاذب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں بھی ظاہر ہوئے اور اسی سُنت کے مطابق خدائے تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں بھی بہت سے کاذب کھڑے کیئے اور اُنکو عبرت انگیز غضب الٰہی کا مورد کرکے حضرت مسیح موعودؑ کے لیئے ایک نشان قائم کیا۔ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے زمانہ میں جو جھوٹے مدعی پیدا ہوئے اُن کا حال کتاب اعمال باب ۵ میں ملاحظہ ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے دو مشہور کاذب مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی ہیں جن میں سے اول الذکر آپ کی وفات کے بعد ہلاک ہوا اور دوسرا آپکی وفات کے ایام میں۔ اس زمانہ میں بہت سے لوگ حضرت مسیح موعودؑ کے مقابل میں کھڑے ہوکر ہلاکت کا نشانہ ہوئے اور بعض ایسے بھی ہیں جو آئندہ اپنے وجود سے حضرت مسیح موعود کی صداقت پر انشاء اللہ تعالیٰ مُہر لگائینگے جو کاذب آپکی زندگی میں ہلاک ہوئے اور جنہوں نے اپنی ہلاکت سے حضرت مسیح موعودؑ کے صدقِ دعویٰ پر شہادت دی اُنہیں سے ایک جموں کا رہنے والا چراغدین تھا۔ اُس نے حضرت مسیح موعودؑ کے مقابل میں مخالفت کا جھنڈا کھڑا کیا اور آپکا نام نعوذ باللہ دجال رکھا اور اپنی نسبت یہ دعویٰ کیا کہ مَیں خدا کی طرف سے اسلیئے مبعوث کیا گیا ہوں تا کہ مسیحیوں اور مسلمانوں کو ایک مذہب پر جمع کردوں اور اُس نے ایک کتاب بھی لکھی جس کا نام اُس نے منارۃ المسیح رکھا اور ایک دعا لکھی جسمیں سے چند الفاظ بطور نمونہ مَیں یہاں درج کرتا ہوں "اب اے میرے خدا ... تو جانتا ہے کہ مَیں وہی شخص ہوں جس کو تُو نے ..... اپنی مشیئت اور ارادہ کے مطابق جو ازل ہی سے مقرر کیا گیا تھا ... اسلام کی خدمت اور نصرت کے لیئے اہل دنیا میں سے چن لیا .... اے میرے خدا تُو خود جانتا ہے اور دیکھ رہا ہے کہ دنیا میں ایک شخص

نبوت اور رسالت کا مدعی اور مسیحیت کا دعویدار موجود ہے جو کہتا ہے کہ .... طاعون اور زلزلہ بھی میری ہی تائید میں ظاہر ہو رہے ہیں تاکہ میرے مخالفوں کو ہلاک اور تباہ کر دیں .... اسلیئے اے میرے خدا دنیا کے دل تذبذب میں ہیں اور حق ظاہر نہیں ہو سکتا .... پس اے میرے خدا اب تُو .... اہل دنیا کو تمام ارضی و سماوی آفات یعنی طاعون و زلزلہ وغیرہ سے محفوظ رکھ .... تو اس سلسلہ کی صداقت کو جو تیرے ہی حکم اور منشاء کے مطابق .... جاری کیا گیا ہے اہل دنیا پر ظاہر کر دے .... اگر تیری امداد میرے شامل حال ہو گی تو میں ناکام رہ جاؤنگا جیساکہ جھوٹے رہ جاتے ہیں .... تُو ہی حق و باطل میں فیصلہ کر سکتا ہے۔"

جموں کا مدعی اس دعا کے لکھنے کے چند دن بعد ہی مع اپنے عیال کے طاعون کا شکار ہو گیا اور خدائے تعالیٰ نے اُسکی اپنی ذات اور اُس کی اولاد میں ہی اُس کو دکھا دیا کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ کہنا بالکل درست ہے کہ "طاعون اور زلزلہ میری ہی تائید میں ظاہر ہوئے ہیں تاکہ میرے مخالفوں کو ہلاک اور تباہ کر دیں" اُس نے دعا کی تھی کہ چونکہ مرزا غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے دعوے کی وجہ سے دنیا کے لوگ تذبذب میں ہیں اسلیئے اہل دنیا کو طاعون اور زلزلہ وغیرہ سے محفوظ رکھ۔ اس دعا کا جواب خدائے تعالیٰ نے یہ دیا کہ پہلے اسکے عزیزوں کو اُسکی آنکھوں کے سامنے طاعون سے ہلاک کیا اور پھر اُسکو طاعون کا مزہ چکھایا تا اُسکی دعا کے مطابق حق اور باطل میں فیصلہ ہو جاوے اُس نے اس دعا میں لکھا تھا کہ اگر تیری امداد میرے شامل حال ہو گی تو میں ناکامیاب رہ جاؤنگا جیساکہ جھوٹے رہ جاتے ہیں۔ اسلیئے خدائے تعالیٰ نے اُسکو ناکامی اور حسرت کی موت دیکر نہ صرف اُسپر بلکہ کل دنیا پر ظاہر کر دیا کہ وہ جھوٹا ہے۔ اور جس کے مقابل پر وہ کھڑا ہوا ہے وہ صادق اور منجانب اللہ ہے۔

ایک اور مدعی لاہور میں پیدا ہوا اُسنے بھی حضرت مسیح موعودؑ کے مقابل میں اپنے الہامات کا مجموعہ شائع کیا جس کا نام اُس نے عصائے موسیٰ رکھا وہ بھی سخت حسرت کے ساتھ طاعون کا لقمہ ہوا۔ اسکا نام الٰہی بخش تھا۔ تیسرا مدعی امریکہ کی سرزمین میں پیدا ہوا اور جیسا جموں کے مدعی نے ایک کتاب لکھکر اُس کا نام منارۃ المسیح رکھا تھا اُس نے ایک شہر آباد کر کے اُس کا نام صیہون رکھا۔ اور اُسنے گھمنڈ میں آکر بڑے بڑے دعوے کیئے مگر خدائے تعالیٰ کے غضب نے اُسکو بھی بہت جلد پکڑ لیا۔ اول اُسکا ولد الحرام ہونا ثابت ہوا جو اُسکے لیئے پہلی ذلت تھی پھر صیہون کی بستی میں اُسکی بدکاری کی

کارروائیاں ثابت ہوئیں یہانتک کہ اُس کی اپنی بیوی اور بیٹا بھی اُس کے مخالف ہو گئے پھر عذاب الٰہی خطرناک فالج کی صورت میں اُسپر نازل ہوا۔ پھر اُسکے اپنے مریدوں نے اُسکو اُسکے شہر سے دھکے دیکر نکالدیا۔ پھر ان سب سے بڑھکر اُسپر یہ مصیبت پڑی کہ وہ ان صدمات کی وجہ سے پاگل ہو گیا۔ اسی حالت میں وہ کتوں کی طرح ذلیل ہو کر ہلاک ہو گیا اور اسپر خدائے تعالیٰ نے اپنا غضب نازل فرماکر یہ ظاہر کر دیا کہ جھوٹے مدعیوں پر میرے غضب کی آگ اسطرح بھڑکا کرتی ہے اور اسطرح انکو ہلاکر خاک سیاہ کر دیتی ہے۔ اس کے مقابل پر خدائے تعالیٰ نے اپنے سچے موعودؑ کی تائید اور نصرت فرماکر لوگوں کو موقعہ دیا کہ وہ سچے اور جھوٹے میں تمیز کر سکیں۔ ڈوئی کی ہلاکت بذات خود ایک نشان تھا کیونکہ اس سے سچے اور جھوٹے میں امتیاز قائم ہوا اور حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت ثابت ہوئی مگر اسکی ہلاکت ایک اور طرح سے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا نشان ٹھہری کیونکہ آپنے اپنی زندگی میں اس کے ہلاک اور تباہ ہو جانے اور اُس کے صیہون پر آفت نازل ہونیکی پیشگوئی فرمائی تھی چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق وہ آپ کی زندگی میں ہلاک ہوا اور صیہون جسپر اُسکو بڑا ناز تھا اُس سے چھین لیا گیا۔ اس صیہون کی موجودہ حالت کا معلوم کرنا بھی ناظرین کے لیئے خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ اسلیئے امریکہ کے ایک اخبار سین ڈیگو سن میں سے سابق عالیشان صیہون کی موجودہ کیفیت نقل کرتا ہوں۔ اخبار مذکور لکھتا ہے کہ "صیہون شہر اب محض ایک ڈھچر رہ گیا ہے۔ پہلے اُس کی آبادی سات ہزار تھی۔ اب چار ہزار سات سو آدمی کی آبادی ہے۔ اس کے بازار اور کوچے سنسان پڑے ہیں اور ان میں گھاس پھوس اُگ آیا ہے۔ ڈوئی کی عالیشان تخت گاہ کے ستونوں پر سے رنگ اُتر گیا ہے۔ تختوں کی بنی ہوئی بڑی سڑک جو سٹیشن سے شہر میں جاتی ہے وہ شکستہ ہو گئی ہے۔ قریب ہی ڈوئی کے نامکمل چھاپہ خانہ کا ڈھچر کھڑا ہے جسکی فولاد کی پسلیاں اب آدھی ننگی ہو گئی ہیں اسکے سابق پیروؤں میں دو پارٹیاں ہو گئی ہیں جنہوں نے صیہون کو ایک جنگ کا میدان بنا رکھا ہے مذہبی طور پر بھی گئی فریق بن گئے ہیں"

کچھ عرصہ ہوا کہ شکاگو کے اخبار انٹر اوشن میں یہ خبر لکھی تھی کہ ڈوئی کی بیوہ کی حالت ناگفتہ بہ ہے اُسکی جیب میں ایک پائی بھی نہیں اور بیماری کیساتھ ہیں اگر کوئی پڑوسی اُسکی حالت پر رحم کر کے اُسکی خبرگیری کرلے تو خیر ورنہ اُسکا کوئی پرسان حال نہیں ہے اور اُسکی حالت بہت ہی قابل رحم ہے*

ماہوار رپورٹ صیغجات صدر انجمن احمدیہ قادیان بابت ماہ مئی ۱۹۱۲ء

ایک لاکھ کی تحریک

تعمیر مدرسہ کے لیئے ایک لاکھ روپے کی فراہمی کی تحریک گو وسط اپریل میں لکھی گئی تھی مگر اس اشتہار کی اشاعت عام طور پر شروع مئی میں ہوئی۔ اس لیئے گو پچھلے ماہ کی ماہوار رپورٹ میں وعدوں کی کسی قدر رقوم درج کی گئی تھیں مگر وصولی روپیہ ماہ مئی میں شروع ہوئی اور اس ماہ میں بھی اس وجہ سے کہ جو قسط یکم مئی کو وصول ہونی چاہیئے تھی وہ اکثر جگہ اشتہار کے دیر سے شائع ہونیکی وجہ سے نہیں ہو سکی پوری وصولی حسب منشائے تحریک نہ ہو سکی۔ تاہم خدا کے فضل سے پونے پانچہزار روپے سے کچھ زیادہ وصول ہو گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ ہمارے احباب کی مخلصانہ کوششیں یقین دلاتی ہیں کہ بہت جلد مطلوبہ روپیہ فراہم ہو جائیگا اور اس طرح سے جو کام شروع کیا گیا ہے اس میں کسی قسم کی مالی رکاوٹ پیش نہ آئے گی۔ تفصیل ان رقوم کی جو وصول ہوئی ہیں درج ذیل ہے۔ مگر جگہ کی تنگی کی وجہ سے دس روپے سے کم کی رقوم اس فہرست میں درج نہیں کی گئیں اللہ تعالیٰ ان سب احباب کو جزائے خیر دے ۔

جماعت لاہور ۱۳۵۰ محصلہ چودھری حاکم علی صاحب چک پنیار ۹ ڈاکخانہ بہلولپور ضلع شاہپور از مختلف مقامات ۱۵۰ ۔ معرفت سید محمد اشرف صاحب ہیڈ کلرک دفتر انسپکٹر مدارس راولپنڈی اہلیہ سید محمد اشرف صاحب ڈنڈیاں طلائی ۵ عدد قیمتی ۱۲ اہلیہ سید حسن شاہ صاحب ڈنڈیاں ۲ عدد ۔ منشی غلام نبی صاحب ۔ معرفت منشی محمد اشفاق صاحب وٹرنری اسسٹنٹ حصار۔ ۔ معرفت منشی محمد یوسف صاحب اپیل نویس مردان ۱۱ ۔ بابو قاسم علی صاحب سٹیشن ماسٹر محمود کوٹ ضلع مظفر گڈھ ۔ منشی محمد وزیر خاں صاحب سب اوورسیر ریاست دیو گڈھ باریا معرفت دیوان صاحب ۔ منشی خداداد صاحب سائیدار کراچی چھاؤنی مبول کور ۳۰ ۔ معرفت چودھری غلام حسین صاحب سٹیشن ماسٹر بہاولپور غربی ۔ معرفت مولوی شیر علی صاحب قادیان منشی غلام نبی صاحب مولوی فضل حق صاحب منشی سراج الدین صاحب کنان پٹیالہ دروازہ سیف آبادی ۔ چودھری چھجو خاں صاحب فارسٹ منیجر سرٹ وعہ ضلع ہوشیارپور۔ ۔ منشی محمد یعقوب صاحب احمدی

مدرس مدرسہ اندرون ڈاکخانہ کاجی کیمس عہ - معرفت مولوی عبداللہ صاحب منجانب منشی رحیم بخش
صاحب ڈٹرنری ہمیشنی ضلع گوجرانوالہ عہ - خانصاحب محمد حسین خانصاحب افسر انہار خیرپور
میر سندھ ما قسط اول - میاں عبدالواحد صاحب خاں سامان راجہ صاحب بہادر نارس چھاؤنی
کوٹھی ٹکسالی سہ - سید فتح علی شاہ صاحب کلارک دفتر ٹریفک سپرنٹنڈنٹ نوشہرہ عہ
سید صادق حسین صاحب مختار عدالت اٹاوہ عہ - معرفت منشی مولا بخش صاحب مترجم
ڈویژنل کورٹ امرتسر ما للعہ - معرفت منشی غلام نبی صاحب امچھو بازار کلکتہ ما للعہ
شیخ فتح محمد صاحب ڈپٹی انسپکٹر بسوہلی ریاست جموں صہ - میاں احمد الدین صاحب کوٹلی ضلع گجرات عہ
معرفت منشی غلام نبی صاحب مدرس بیگم پورہ جنڈالہ ضلع ہوشیارپور للعہ معرفت مولوی عزیز بخش صاحب
بی اے محافظ دفتر ڈیرہ غازیخاں لعہ - معرفت شیخ غلام احمد صاحب واعظ جماعت ریاست نابھہ عہ
معرفت شیخ غلام احمد صاحب واعظ جماعت پٹیالہ للعہ - جماعت سامانہ معرفت شیخ غلام احمد صاحب
واعظ عہ مع تنخواہ مولوی عبدالرشید صاحب - جماعت مظفر گڈھ معرفت شیخ غلام احمد صاحب
واعظ للعہ - جماعت سنور معرفت شیخ غلام احمد صاحب واعظ للعہ - معرفت چودھری احمد الدین
صاحب مختار عدالت گجرات للعہ - معرفت حکیم خلیل احمد صاحب محلہ دلاور پور مونگیر لعہ - ڈاکٹر
محمد شریف صاحب اسسٹنٹ سرجن شاہ پور صہ - جناب مولوی حاجی رحیم بخش صاحب سی-آئی-ای
پریزیڈنٹ کونسل ریاست بہاولپور صما - خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب ممبر کونسل بہاولپور
ریاست ما - خان بہادر سردار عبدالرحمن صاحب ممبر کونسل ریاست بہاولپور ما - مولوی حاجی
بہادر علی صاحب افسر خزانہ حسابات ریاست بہاولپور صہ - مولوی عبدالمالک صاحب افسر مال
ریاست بہاولپور صہ - سردار محمد خاں صاحب سابق جوڈیشل ممبر ریاست بہاولپور صہ
بابو نظام الدین صاحب لاہوری اکونٹنٹ حسابات بہاولپور سابق فنانشل سکرٹری انجمن حمایت اسلام
لاہور صہ - مولوی محمد الدین صاحب چیف جج بہاولپور سہ - مرزا سراج الدین صاحب
چیف جج بہاولپور سہ - قاضی مہر الدین صاحب افسر تعمیرات ریاست بہاولپور سہ -
مولوی رضاء اللہ خاں صاحب افسر انہار ریاست بہاولپور سہ - منشی نجیب خاں صاحب ڈسٹرکٹ
جج بہاولپور عہ - بابو غلام حیدر صاحب تحصیلدار بہاولپور عہ - شیخ محمد حسین صاحب منصف

بہاولپور- عہ - شیخ عبدالحی صاحب آڈیٹر حسابات بہاولپور عہ - میراں بخش صاحب احمدی علی پور ڈاکخانہ کبیر والہ ضلع ملتان عہ - مولوی کریم الدین صاحب مدرس مدرسہ سردار حاکم سنگھ ہائی سکول ڈنگہ ضلع گجرات عہ - جماعت قادیان للعہ

اس فہرست میں خصوصیت سے قابل ذکر ایک ہزار دو سو پچاسی روپے کی وہ رقم ہے جو پنجاب کی سب سے بڑی اسلامی ریاست یعنی ریاست بہاولپور کے اہلکاران کی طرف سے وصول ہوئی ہے جسکے محرک قوم کے مخدوم اور واجب الاحترام بزرگ جناب شیخ رحمت اللہ صاحب - جناب خواجہ کمال الدین صاحب - جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب - جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ہوئے اور بحکم الدال علی الخیر کفاعلہ یہ دو ہزار ایک سو روپے کی رقم جس میں سے تیرہ سو نقد وصول ہوا ہے ایک طرح سے جماعت لاہور کے حساب میں لکھا جانیکے قابل ہے - عالیجناب خان بہادر مولوی رحیم بخش صاحب سی - آئی - ای پریزیڈنٹ کونسل آف ریجنسی ریاست بہاولپور کا شکریہ ادا نہیں ہوسکتا جنکی نیک مثال سے دوسرے فیاض اور وسیع دل بزرگوں کے دلوں میں بھی تحریک ہوئی - جناب مولوی صاحب موصوف نے پانچ سو روپیہ خاص اپنی جیب سے عطا فرمایا - جزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء - ایسا ہی ہمارے مکرم و مخدوم عالیجناب خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب خاص شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے دو سو روپیہ نقد ادا اور آٹھ سو کا وعدہ فرمایا - اور خان بہادر سردار عبدالرحمن خان صاحب ممبر کونسل نے بھی اس کار خیر میں دلی خلوص سے حصہ لے کر دو سو کی رقم مرحمت فرمائی - اور دیگر بہت سے نیکدل اور بزرگوں نے قابل قدر رقوم عطا فرمائیں جنکی تفصیل فہرست مندرجہ بالا میں پائی جاتی ہے - جزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء - یہ فیاضی جو ریاست بہاولپور کے نیکدل اہلکاروں کی طرف سے ظہور میں آئی کہ ملک کے کسی کونہ میں اور عام تحریکات سے بالکل علیحدہ ایک نیک کام ہوتا دیکھکر انہوں نے شرح صدر سے قابل قدر مدد عطا فرمائی اسلامی فیاضی اور وسیع ہمدردی کا سچا نمونہ ہے - اور خصوصاً ایسے وقت میں جبکہ اسلامی یونیورسٹی کے متعلق اور دیگر نیک کاموں میں خاصہ چندوں کا بوجھ پہلے ہی ان پر پڑا ہوا تھا - اس نیک مثال کی طرف بالخصوص میں اپنی جماعت کے صاحب ہمت اور مخلص احباب کو توجہ دلاتا ہوں اور انکو یقین دلاتا ہوں کہ اگر وہ ہمت کریں تو اس تحریک کے بار آور ہونے میں کچھ بھی مشکلات نہیں - کیا ہوا اگر ہماری جماعت غرباء کی ہے سچ یہی ہے کہ تونگری بدل است نہ بمال - دنیا میں روپیہ بہت ہے مگر نیک مصرف پر لگنے والا بہت ہی تھوڑا ہے - ایسا ہی راولپنڈی

کی جماعت میں جناب مفتی محمد صادق صاحب کی تحریک پر دو نیک دل خاتونوں نے ایسی مدد عطا فرمائی ہے جو ہر جگہ کی احمدی خاتونوں میں قابل تقلید ہے یعنی اہلیہ سید حسن شاہ صاحب نے ڈنڈیاں طلائی قیمتی تخمیناً اسی روپے اور اہلیہ سید محمد اشرف صاحب نے ڈنڈیاں طلائی قیمتی بہتر روپے بارہ آنے چندہ تعمیر میں دیدیں۔ اور اپنے ظاہری زیور کو حقیقی زیور کی صورت میں تبدیل کر دیا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ اسی قسم کی ایک اور تحریک بھی سنور امیر ہاؤس کیگئی ہے اور امید کیجاتی ہے کہ ہر جگہ احمدی خواتین اس کار خیر میں اخلاص اور صدق دل سے شریک ہونگی اور جسطرح احمدی قوم کے مرد مالی قربانیوں میں ہمت دکھلا رہے ہیں۔ احمدی قوم کی خواتین بھی ایسی ہی ہمت دکھلائیں گی ؂

اس تحریک کے متعلق میں دوبارہ سب احباب کو اس امر کی طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہوں کہ جو نقشہ ساتھ تجویز کیا گیا تھا اس کو غیر ضروری نہ سمجھیں۔ گو تحریک چندہ اسوقت بہت سی جگہ ہو چکی ہوگی۔ مگر مفصل اطلاع اسماء وعدوں کی مجھ تک بہت ہی کم پہنچی ہے۔ جتنی کہ احباب اللہ ہو رہے وعدوں کی مفصل اسماء فہرست بھی ابتک نہیں پہنچی۔ میں دوبارہ سہ بارہ سب احباب کیخدمت میں التماس کرتا ہوں کہ ہر جگہ کی جماعت خود مطابق نقشہ جو اشتہار کے ساتھ شامل ہے وعدے لیکر اور پھر انکی ایک اسماء وار تفصیل دفتر سکرٹری صدر انجمن احمدیہ میں بھیجدیں تاکہ وعدوں کے روپے کی پورے طور پر وصولی کا انتظام ہو سکے اور نیز تاکہ ایسی تفصیلات حسب ضرورت شائع ہو سکیں۔ اسوقت تک ایسی اسماء وار فہرستیں علاوہ خاص خاص احباب کے صرف ذیل کی انجمنوں کی طرف سے پہنچی ہیں یعنی انجمن احمدیہ مونگیر۔ انجمن احمدیہ میرٹھ۔ اور بالآخر انجمن احمدیہ مردان جسکے سکرٹری اور ممبران کا اخلاص جوش اور باقاعدگی قابل رشک ہیں۔ دوسری انجمنوں کے کارکن احباب خدا کے لئے توجہ کر کے اپنی چندوں کی فہرستوں کو مکمل کریں اور اسماء وار تفصیل یہاں بھیجدیں تاکہ تحریک۔ مطالبہ اور وصولی برابر اسی سرگرمی سے جاری رہ سکیں جسطرح پر شروع ہوئی ہیں۔ میں پھر سکرٹری صاحبان انجمنہائے کیخدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ اس درخواست کی طرف توجہ فرماویں۔ سردست جو فہرستیں وصول ہوئی ہیں وہ شائع کی جاتی ہیں۔

انجمن احمدیہ مونگیر ۳۳۵ اوسط ۲۶ روپے۔

انجمن احمدیہ میرٹھ ۵۷۸ اوسط ۷۲ روپے بوجہ عطیہ بیش بہا جناب شیخ محمد حسین صاحب سب جج

انجمن احمدیہ مردان کل ۱۱۵۹ اوسط ۳۴ روپے۔

فہرست وعدہ تعمیر مدرسہ ممبران انجمن احمدیہ مونگھیر

نمبر شمار	نام ممبر	رقم موعودہ
۱	سید وزارت حسین صاحب	۱۰۰
۲	حکیم خلیل احمد صاحب	۲۰
۳	اہلیہ "	۱۰
۴	ماسٹر محبوب علی صاحب	۲۵
۵	حبیب الرحمٰن صاحب	۱۰
۶	سید عبد الغفار صاحب	۴۰
۷	سید اصغر علی صاحب	۲۰
۸	محمد عبد العزیز صاحب	۲۰
۹	شیخ علی حسن صاحب	۱۰
۱۰	محمد سعید الحسن صاحب مختار	۱۵
۱۱	احسان الحق صاحب پیشکار	۴۵
۱۲	سید ارادت حسین صاحب	۱۰
۱۳	ممونہ صلبیہ دختر "	۱۰

فہرست چندہ تعمیر مدرسہ ممبران انجمن احمدیہ میرٹھ

نمبر شمار	نام ممبر	چندہ موعودہ
۱	شیخ محمد حسین خانصاحب سب جج	ما ر
۲	شیخ عبد الرشید خانصاحب	صہ
۳	منشی حامد حسین خانصاحب پیشکار	صہ
۴	بابو غلام محی الدین خانصاحب	صہ صہ
۵	منشی محی الدین خانصاحب سب انسپکٹر	صہ
۶	بابو علی گوہر خانصاحب	صہ
۷	عبد العزیز توشہروے	عہ
۸	ڈاکٹر محمد صدیق خانصاحب	سے

فہرست چندہ تعمیر مدرسہ ممبران انجمن احمدیہ مردان

نمبر شمار	نام ممبر	چندہ موعودہ
۱	بابو رحمت اللہ صاحب	ما ر (۱۰۰)
۲	ہمز اللہ خاں صاحب	سنہ (۶۰)
۳	بابو روشن دین صاحب معرفت ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب	صہ
۴	مولوی معین الدین صاحب	عہ (۱۲)
۵	مرزا امیر احمد صاحب	ماعہ (۱۱۰)
۶	مولوی محمد علی صاحب	عنہ (۲۰)
۷	میاں محمد احسن صاحب	عہ
۸	بابو فضل دین صاحب	صعہ
۹	مولوی امام الدین صاحب	للعہ
۱۰	مرزا محمد اکرم صاحب	عہ
۱۱	ملک عبد المطلب صاحب	عہ
۱۲	بابو علی احمد صاحب	عہ

نمبر شمار	نام ممبر	چندہ موعودہ	نمبر شمار	نام ممبر	چندہ موعودہ
۱۳	منشی نظام الدین صاحب	عـه	۲۵	مرزا غلام حیدر صاحب	عـه
۱۴	بابو محمد شفیع صاحب	سـه	۲۶	خوشحال خاں صاحب	[illegible]
۱۵	مولوی محمد رمضان صاحب	[illegible]	۲۷	فیروز خاں صاحب	صہ
۱۶	مرزا میر اکبر صاحب	للعـه	۲۸	شیخ نیاز الدین صاحب	عـه
۱۷	غلام قادر خان صاحب	[illegible]	۲۹	مولوی عطاء اللہ صاحب	سـه
۱۸	بابو عبد المجید صاحب غیر احمدی	صہ	۳۰	خانزادہ امیر اللہ خاں صاحب	سـه
۱۹	محمد شریف صاحب	[illegible]	۳۱	بابو نصر اللہ خاں صاحب	[illegible]
۲۰	بابو عبد اللہ شاہ صاحب	[illegible]	۳۲	ملک محمود خاں صاحب	[illegible]
۲۱	میاں غلام حسین صاحب	[illegible]	۳۳	قاضی محمد یوسف صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ مردان	۱۰۰
۲۲	میاں قمر الدین صاحب	عـه	۳۴	صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب	[illegible]
۲۳	مرزا صفدر خاں صاحب	[illegible]			
۲۴	قاضی محمد عمر صاحب	عـه			

میزان ۱۱۵۹ [illegible]

اسکے بعد حسب معمول صیغوں کی رپورٹ درج کیجاتی ہے

۱- صیغہ یتامی :- آمد [illegible] اور خرچ [illegible] ہوا یعنی یکم جون کو قرضہ اتر کر چھبیس روپے کے قریب بقایا رہیگا - اس ماہ مندرجہ ذیل انجمنوں یا اشخاص کی طرف سے حسب ذیل رقوم پہنچی ہیں - انجمن سیامانہ [illegible] کپور تھلہ [illegible] - پشاور [illegible] اسمیں [illegible] صرف ملک عادل شاہ صاحب کیطرف سے ہیں - اللہ دتا و رحیم بخش و شیر محمد صاحبان [illegible] - محمد میاں صاحب [illegible] - باقی متفرق طور پر تھوڑی تھوڑی رقوم آئیں ؛

۲- زکوٰۃ :- آمد صرف [illegible] اور خرچ [illegible] ہوا - آٹھ روپے ماہوار کا وظیفہ بند ہوا اور بوجہ زیادتی اخراجات زکوٰۃ وکمی آمد [illegible] ماہوار کے وظائف دیگر مدات میں منتقل کیئے گئے ؛

۳- مساکین :- آمد اور خرچ ہوا ایک طالب علم جسے ۱۵ ماہوار وظیفہ اسلامیہ کالج میں ملتا تھا امتحان بی - اے سے فارغ ہو کر ہائی سکول میں واپس آگیا اور اس مدسے یہ وظیفہ بند ہوا ؛

۴- صیغہ اشاعت اسلام :- آمد [illegible] اور خرچ [illegible] ہوا - خریداران ریویو انگریزی ہیں

۱۷ کی اُردو میں ۷ کی اور تفسیر القرآن میں ۱۱ کی بیشی ہوئی۔ احباب ذیل نے نئے خریدار دیئے۔ منشی عزیز دین صاحب منشی معراج الدین صاحب۔ مسٹر عطاء الرحمن صاحب سکرٹری گٹھالیاں۔ رحیم بخش صاحب۔ سکرٹری انجمن شملہ ۲ شیخ محمد رمضان صاحب ۱ سکرٹری انجمن ہانگ کانگ ۲ منشی امام خان صاحب ۲ سوائے چند انجمنوں کے باقیوں نے اس طرف مطلق توجہ نہیں کی ؛

۵۔ صیغہ مدرسہ احمدیہ :- آمد ۱۱۵۲ اور خرچ ۲۱۲ ہوا۔ آمد میں ۱۶۵ فیس بورڈنگ کا روپیہ اور باقی چندہ کا۔ خرچ میں ۱۸ مدرسہ کا اور ۸۸ بورڈنگ کا ہے۔ اس صیغہ کی آمد کم اور خرچ بڑھتا جاتا ہے۔ احباب کو چندے اور اپنے بچے بھیجنے سے مدد کرنی چاہیئے۔ ۸۹ طلباء مدرسہ اور انہیں ۶۰ بورڈر ہیں۔ بورڈروں میں ۱۹ اپنا خرچ دینے والے اور باقی سب انجمن کے خرچ پر تعلیم پاتے ہیں۔ مدرسہ میں ۸ کو ۸۵ ماہوار وظائف ملتے ہیں جو بورڈنگ میں نہیں رہتے۔ ۱۷ مئی بعد نماز جمعہ طلباء مدرسہ احمدیہ کا ایک جلسہ ہوا جسمیں طلباء نے اشاعت اسلام پر تقریریں کیں حاضرین جلسہ میں علاوہ طلباء و اساتذہ کے چند ایک دوست حیدر آباد کے بھی شامل تھے جنہوں نے طلبائے تقریر کنندگان کو تیرہ روپے کا انعام دیا۔ اور دو روپے تمام طلباء کی شیرینی کے لیئے دیئے۔ جزاهم الله خیرا۔

۶۔ صیغہ تعلیم :- آمد ۱۷۰۱ اور خرچ ۱۲۸۲ ہوا۔ اسمیں ۴۸۲ فیس بورڈنگ کا ۵ فیس مدرسہ کا ۵۰۱ سرکاری امداد کا روپیہ اور ۱۱۷ چندہ کا ہے۔ خرچ میں ۱۰۰ ہائی سکول کا ۱۶ بورڈنگ ہوس کا ۹۰ گرلز سکول کا ۴۸ شاخ فیض اللہ چک کا ۴۸ شاخ تلونڈی کا ہے۔ صوفی غلام محمد صاحب امتحان بی۔ اے سے فارغ ہوکر سکول میں واپس آگئے ہیں تعداد طلباء حسب ذیل ہے ہائی سکول ۳۱۲۔ شاخہائے ۱۱۴۔ گرلز سکول ۵۰۔ انہیں بورڈر ۱۴۹ ہیں یعنی تعداد طلباء میں گذشتہ ماہ سے ۵۲ کی زیادتی۔ اور تعداد بورڈران میں دس کی کمی واقع ہوئی . . . .

. . . . . . سکول میں ۹ طالب علم سرکاری وظیفہ خوار ہیں ہائی سکول کا سٹاف خدا کے فضل سے دن بدن اعلیٰ ہو رہا ہے۔ اس وقت تین صاحب پہلے سے ایسے ہیں جنہوں نے بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی ہوئی ہے۔ اور دو نے اس دفعہ بی۔ اے کا امتحان دیا ہے۔ یہ دو نو صاحب کالجوں میں باقاعدہ پڑھتے رہے ہیں۔ اور یہ سب ٹرینڈ بھی ہیں۔ ۲۲۔ مئی کو مسٹر کراس صاحب بہادر انسپکٹر مدارس حلقہ لاہور مع اپنے تین اسسٹنٹوں کے معائنہ کے لیئے تشریف لائے۔ سکول کو اچھی حالت میں پایا ؛

۷۔ صیغہ مقبرہ بہشتی:- آمد ۵ؕعہ اور خرچ ۱۱لعہ ہوا۔ مسمی الٰہ بخش ساکن بہلولپور نے چار ہزار تین سو روپے کی وصیت کی ہے۔ شیخ غلام احمد صاحب تا حال دورہ پر ہیں ۱۱۱للعہ بطور چندہ وصول کر کے بھیجا ہے۔ جزاہم اللہ خیرا۔

۸۔ صیغہ جائداد:- - - - - - - - - - - - چونکہ ابھی ساٹھ ہزار روپیہ عمارت مدرسہ پر خرچ نہیں ہوا اسلیئے سرکاری امداد کا روپیہ مل نہیں سکا۔ عمارت بورڈنگ کیلیئے گورنمنٹ نے چھ ہزار دو سو روپیہ اور منظور فرمایا ہے۔ جسکا شکریہ ادا کیا جاتا ہے:

۹۔ صیغہ بیت المال:- - - - - - - - - - - - مہمانوں کی آمد زیادہ رہی۔ حیدرآباد سے چند دوست مولوی میر محمد سعید صاحب و ڈاکٹر سید ظہور اللہ صاحب سول سرجن کے ہمراہ تشریف لائے۔

۱۰۔ متفرقات — مستقل چندوں کا سوال } انجمن کے کام کے بعض حصے اور وہ سب سے زیادہ ضروری حصے ہیں مستقل ماہوار چندوں پر چلتے ہیں۔ ابتک بہت سی جگہ جماعت کے افراد کی اچھی بڑی تعداد ہونے کے باوجود باقاعدہ چندہ نہیں آتا بلکہ بعض جگہ سے بالکل نہیں آتا۔ گذشتہ سالانہ رپورٹ میں مینے لکھا تھا کہ اگر ماہوار چندے کی میزان پانچہزار ماہوار تک پہنچ جاوے اور اگر ہمارے سب احباب دو پیسے فی روپیہ والی تجویز پر عمل کریں تو یہ کچھ مشکل نہیں تو لنگرخانہ ہائی سکول اشاعت اسلام اور مدرسہ احمدیہ کا کام آسانی سے چل سکتا ہے۔ چنانچہ موجودہ موعودہ چندوں کا اندازہ لگانے کیلیئے دفتر سکرٹری سے مطبوعہ فہرستیں انجمنوں کو خانہ پوری کیلیئے بھیجی گئی تھیں جن میں سے ذیل کی انجمنوں۔ جماعتوں یا احباب کی طرف سے جواب آئے ہیں جن کی کل میزان چندہ موعودہ ۲۹۰-۸-۶ ماہوار ہوتی ہے۔ چونکہ دفتر محاسب میں واصل باقی نویس کی اسامی پر آدمی تجویز کر دیا گیا ہے تاکہ موعودہ چندوں کا مطالبہ باقاعدہ ہوتا رہے اسلیئے معزز احباب کی خدمت میں جو مختلف جگہ پر انجمنوں کے عہدہ دار ہیں یا انکے کام میں دلچسپی لیتے ہیں یہ التماس ہے کہ بہت جلد فہرستوں کی خانہ پری کر کے انکو واپس ارسال فرما دیں۔ نیز ان فہرستوں کے تکمیل کرانیکی یہ بھی غرض ہے کہ تا کوئی دوست جو سلسلہ احمدیہ میں شامل ہونیکا دعوٰی کرتے ہیں چندہ سے علیحدہ نہ رہیں اور نیز تا کہ کسی کی طرف تین ماہ سے زیادہ کا بقایا نہ رہے کیونکہ جو شخص چندہ میں شامل ہونے سے انکار کرتا ہے یا عملی طور پر چندہ ادا نہیں کرتا ایسے شخص کے برائے نام سلسلہ میں شامل رہنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود اعلان

فرمایا تھا اور وہی اب اعلان حضرت خلیفۃ المسیح نے دوبارہ شائع فرمایا ہے۔ مَیں اپنے احباب سے مکرر التماس کرتا ہوں کہ اس اشتہار کی تعمیل میں جو دو بار شائع ہو چکا ہے مدد کریں تاکہ چندہ دینے والوں کی مکمل فہرست صدر انجمن احمدیہ کے دفتر میں رہے اور ایسے احباب جو مقررہ چندہ ادا نہ کریں وجہ دریافت ہو سکے۔ ذیل میں وہ فہرست جو اب تک موصول ہو چکی ہے درج کیجاتی ہے اور ان احباب کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے جنہوں نے بڑی محنت سے یہ فہرستیں تیار کر کے بھیجدی ہیں:

(۱) انجمن احمدیہ مالیر کوٹلہ ۱۲؍ (۲) انجمن بہاولپور غربی ۲؍ (۳) انجمن احمدیہ ڈیرہ غازیخان (۴) انجمن احمدیہ شہر جالندھر ۹؍ (۵) انجمن احمدیہ راولپنڈی ۸؍ (۶) انجمن احمدیہ سہارنپور ۱۲؍ (۷) انجمن احمدیہ لورالائی صہ (۸) ڈاکٹر غلام غوث صاحب ہیڈکوارٹر کانپور سے؍ (۹) انجمن احمدیہ موگہ ۱۲؍ (۱۰) انجمن احمدیہ چونڈہ ضلع سیالکوٹ ۵؍ (۱۱) انجمن احمدیہ علی گڈھ ۶؍ (۱۲) انجمن احمدیہ میرٹھ ۱۵؍ (۱۳) انجمن احمدیہ مونگیر ۱۲؍ (۱۴) انجمن احمدیہ گوجرہ ۶؍ (۱۵) انجمن احمدیہ اٹاوہ ۹؍ (۱۶) انجمن احمدیہ چندوسی ۱؍ (۱۷) انجمن احمدیہ کنجاہ ضلع گجرات ۱؍ (۱۸) محمد سیف الدین صاحب نائب تحصیلدار کوئٹہ بلوچستان ۱؍ (۱۹) انجمن احمدیہ کیلیانوالہ ۱؍ (۲۰) انجمن احمدیہ حصار ۶؍ (۲۱) انجمن احمدیہ ہمبڑان ضلع لدھیانہ ۶؍ (۲۲) انجمن احمدیہ مردان ۱۲؍ (۲۳) انجمن احمدیہ ملاکنڈ ضلع مردان ۸؍ (۲۴) عنایت علی خاں صاحب قانونگو حلقہ مردانپور تحصیل راجپورہ عہ؍

میزان ۸؍

اخباروں کی تعداد کو کم کرنے کا سوال

گذشتہ سالانہ جلسے کے موقعہ پر کانفرنس انجمنہائے احمدیہ میں میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر الحق دہلی نے یہ تحریک پیش کی تھی کہ چونکہ احمدی پبلک پر اخباروں کا بوجھ بہت زیادہ ہے اور کہاں اسقدر اخباروں کی ضرورت بھی نہیں پس یہ تعداد کم کرکے اس قوت اور روپے کو ایک ہی اخبار کی بہتری پر صرف کیا جاوے۔ کانفرنس میں اسوقت اس سوال پر تھوڑی سی بحث بھی ہوئی تھی مگر چونکہ یہ سوال باقاعدہ مجلس معتمدین میں پیش ہو کر کانفرنس میں پیش نہ ہوا تھا۔ اس لیے اس بحث کو بند کر دیا گیا

تھا تاکہ کانفرنس میں پیش ہونے سے پہلے مجلس معتمدین میں پیش ہو کر اگر ضرورت سمجھی جاوے تو انجمنہائے احمدیہ کو اسپر پہلے غور کرنے کا موقعہ دیا جاوے۔ یہ تجویز بجائے خود کوئی نئی تجویز نہ تھی بلکہ اسوقت سے کئی دوستوں کے دلوں میں بار بار یہ تجویز اُٹھتی رہی ہے جبکہ صرف دو ہی اخبار ہمارے احباب کی طرف سے جاری تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ چودھری رستم علی صاحب مرحوم بھی بہت دیر تک اس کوشش میں لگے رہے اس لیئے اس تجویز کے پیش کرنے میں اپنے کسی دوست پر بدظنی کرنا میں تو گناہ سمجھتا ہوں جو لوگ اس تجویز کو پیش کرتے ہیں وہ بھی کسی درد کو ہی اپنے دل میں لیکر پیش کرتے ہیں ہاں یہ علیحدہ بات ہے کہ یہ تجویز عمل میں بھی آسکتی ہے یا نہیں۔ جہانتک مجھے علم ہے یہ سوال چار پانچ سال سے بعض دلوں میں اُٹھتا رہا ہے بلکہ اس سے بھی پہلے جب اخبار بدر کو جاری ہوئے تھوڑا عرصہ ہوا تھا تو اسوقت بھی یہ تجویز ہوئی تھی کہ دونوں اخباروں کو ایک کرنے کی کوئی صورت پیدا کیجاوے چونکہ گذشتہ کانفرنس انجمنہائے احمدیہ میں یہ سوال بحث میں آچکا تھا لہٰذا تصفیہ کے لیئے اب گذشتہ اجلاس مجلس معتمدین میں پیش کیا گیا۔ جسپر مجلس معتمدین نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ "یہ تجویز قابل عملدرامد نہیں۔ ہر شخص کا اختیار ہے کہ جس اخبار کو وہ چاہے خریدے اور جسے نہ چاہے نہ خریدے سب اخبارات کا خریدنا احمدیوں کے لیئے ضروری نہیں۔ لہٰذا اس تجویز کو کانفرنس میں پیش کرنے کی ضرورت نہیں" اسی کے قریب قریب یہ سوال بھی ہے جو بارہا پیش ہوتا رہا ہے کہ سلسلہ کے متعلق جوئی کتابیں تصنیف ہوں انپر کسی قسم کی حدبندی کی جاوے یعنی چھپنے سے پہلے ہر ایک کتاب کو دیکھ لیا جایا کرے جو کتاب مفید ہو اس کے چھپنے کی اجازت دیجایا کرے اور باقی کی اشاعت کو روک دیا جایا کرے میرے خیال میں یہ بھی اسی قسم کا سوال ہے۔ جوں جوں سلسلہ ترقی کرتا ہے ایسی حدبندیاں جو اب بھی ناقابل عملدرآمد ہیں عملی صورت سے اور بھی دُور پڑتی چلی جارہی ہیں۔ قانون الٰہی کے ماتحت اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض۔ آخر نافع چیزوں کا وجود ہی رہ جاویگا۔ کوئی کسی کو مجبور نہیں کرسکتا کہ میری کتاب ضرور خریدو۔ اور دوسری طرف جب کسی امر کے متعلق کوشش جاری رہتی ہے تو اسکے مفید پہلو بھی وجود میں آجاتے ہیں۔

شفاخانہ:- آمد [illegible] اور خرچ [illegible] ہوا۔ اس ماہ ۱۳۹۰ مریض علاج کیلیئے آئے روزانہ اوسط ۱۵ رہی۔

دفتر محاسب:- صدر انجمن احمدیہ کے تمام صیغوں کی کل آمد ۸۹۰۰۸-۳-۴ اور خرچ ۱۰۶۵۷-۱۳-۳ ہوا۔

محمد علی
سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

ریویو

عسل مصفّٰی پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا ریویو

بعض کام ایسے ہوتے ہیں اور ایسے وقت میں شروع کیئے جاتے ہیں کہ اُن سے انسان بہت سی برکتیں حاصل کرتے ہیں۔ کتاب عسل مصفّٰی بھی میں سمجھتا ہوں کہ ایسے نیک ارادہ سے اور مبارک وقت میں لکھی گئی ہے کہ سیکڑوں ہزاروں لوگوں نے اس سے فائدہ اُٹھایا ہے مرزا خدا بخش صاحب نے نہایت محنت اور کوشش سے اس کتاب میں سلسلۂ احمدیہ کے ضروری مباحث کو خود اُن کتابوں سے درج کیا ہے کہ جنکے ماننے سے خود غیر احمدیوں کو انکار نہیں ہو سکتا اس لیئے اسکو دیکھکر اُن سے کچھ جواب بن نہیں پڑتا میں نے بہت سے لوگوں کو دیکھا ہے جو اس کتاب کو دیکھکر اس سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں اور نتیجہ سے ہی ایک کام کا حسن و قبح معلوم ہوتا ہے۔ حضرت مسیح ؑ نے فرمایا ہے کہ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے اور یہ کتاب اپنے پھلوں کے لحاظ سے بہت شیرین اور مفید ثابت ہوئی ہے۔ میرے خیال میں ہر ایک احمدی کو اسے پاس رکھنا چاہیئے کیونکہ مخالفین کے اعتراضات کے وقت ایک بے نظیر یار و مددگار ثابت ہوگی انشاء اللہ

واللہ اعلم بالصواب۔

البشریٰ للشیعۃ واہل العزاء

یہ ایک فارسی رسالہ مولوی نذر علی خانصاحب احمدی (کوچہ چابک سواراں) لاہور شہر ... کی تصنیف ہے۔ اس رسالہ کی بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں ہر ایک امر کے فیصلہ کیلیئے قرآن شریف کو معیار ٹھہرایا گیا ہے جو شیعہ مذہب کے ابطال کے لیئے سب سے اچھی راہ ہے رسوم تعزیہ داری۔ بکاء حسینی۔ مصائب خوانی۔ شبیہ سازی جنکو اہل تشیع سنن مؤکدہ شمار کرتے ہیں ان سب کا فیصلہ قرآن شریف کے رو سے کیا گیا ہے اور بزرگ ائمہ کے نمونہ کو پیش کیا گیا ہے۔ دراصل یہ کتاب مولوی ابو القاسم صاحب لاہوری کے ایک رسالہ کے جواب میں تصنیف کیگئی ہے قیمت مع محصولڈاک صرف ۲ مشتاقین مصنف سے طلب فرما دیں۔

عازمان حج کے لیئے ایک اشتہار

حاجیوں کے لیئے اوری انٹ بنک آف انڈیا لمیٹڈ لاہور نے ایک حج ڈیپارٹمنٹ کھولا ہے۔ اور اس کی اطلاع کے لیے ایک ہدایت نامہ حجاج

رجسٹرڈ L 303

ٹیچنگز آف اسلام

یعنی انگریزی ترجمہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعودؑ کے اس عظیم الشان لیکچر کا جو ۱۸۹۶ء کے جلسہ مہوتسو میں چار پانچ ہزار کے مجمع میں پڑھا گیا اور نہایت ہی دلچسپی اور قبولیت سے پبلک نے سنا۔ اس لیکچر میں مصنف موصوف نے اسلام کو نہایت ہی احسن پیرایہ میں صرف قرآن شریف سے استنباط کرکے بیان فرمایا ہے۔ اور تمام اعتراضات جو بڑے بڑے مخالفین و معاندین اسلام بڑی تحدی اور زور سے کرتے رہے یا اب کرتے ہیں۔ نہایت ہی سنجیدگی اور لطافت سے انکے جوابات اصولی طور پر بیان فرمائے ہیں جن سے خواہ کیسا ہی متعصب اور زود رنج مخالف کیوں نہ ہو کبیدہ خاطر نہیں ہو سکتا بلکہ سوائے سکوت کے اور کوئی جواب بھی پیش نہیں کر سکے گا اور ایک شریف اصح اور حق جو مخالف اسلام کو سوائے سر تسلیم خم کرنیکے اور کوئی چارہ نہیں ہو سکتا۔

بڑی خوبی اور لطافت جو اس مضمون کو خاص فوقیت اور یکتائی دے رہی ہے۔ یہ ہے کہ اوّل اس مضمون کو الہامی کتاب یعنی قرآن کریم سے بیان کیا گیا ہے۔ دوم اس مضمون میں باوجود اعتراضوں کا جواب دینے اور دوسرے مذہب کا تذکرہ کرنیکے کسی قسم کی اشارۃً یا کنایۃً زد نہیں کی گئی۔ بلکہ صرف اسلام کی سچی فلاسفی اور خوبیاں پبلک کے کانوں تک پہنچانیکی کوشش کی گئی ہے اور توحید باری تعالیٰ اور رسالت مآب صلعم کی صداقت بیان کی گئی ہے۔ چونکہ حضرت مسیح موعودؑ کی بے نظیر تصنیفات اور تالیفات میں یہ ایک ایسا مضمون ہے جس میں مکمل مگر مختصر طور پر اسلام کی صداقت بیان کی گئی ہے اس لئے پبلک کے دینی اور روحانی فائدہ کو مدنظر رکھکر اور تبلیغ اسلام کا بڑا ذریعہ سمجھکر اس کو انگریزی زبان میں ترجمہ کرکے ولایت میں چھپوایا گیا ہے اور اسکی بہت سی کاپیاں ولایت اور دیگر بلاد یورپ اور امریکہ وغیرہ میں مفت تقسیم کی گئی ہیں۔ اور کچھ کاپیاں یہاں بھی فروخت کے لئے منگوالی گئی ہیں۔ یہ کتاب اس قابل ہے کہ ہر ایک انگریزی خوان مسلمان کے ہاتھ میں ہو احباب خود بھی خریدیں اور تبلیغ اسلام کیلئے چند کاپیاں خرید کر مفت تقسیم کرکے اسکا اجر اللہ تعالےٰ سے لیں۔

قیمت بغرض توسیع اشاعت باوجود دو سو صفحے کے اور عمدہ ولائتی کاغذ اور جلد بہت ہی تھوڑی رکھی ہے یعنی مجلد کی عہ اور بے جلد کی ۱۲؍ علاوہ محصول ڈاک۔ جو صاحب منگوانا چاہیں دفتر ریویو آف ریلیجنز قادیان ضلع گورداسپور سے منگوا لیں۔

مطبع میگزین قادیان میں ماسٹر فقیر اللہ اسسٹنٹ منیجر میگزین کے اہتمام سے طبع ہوا